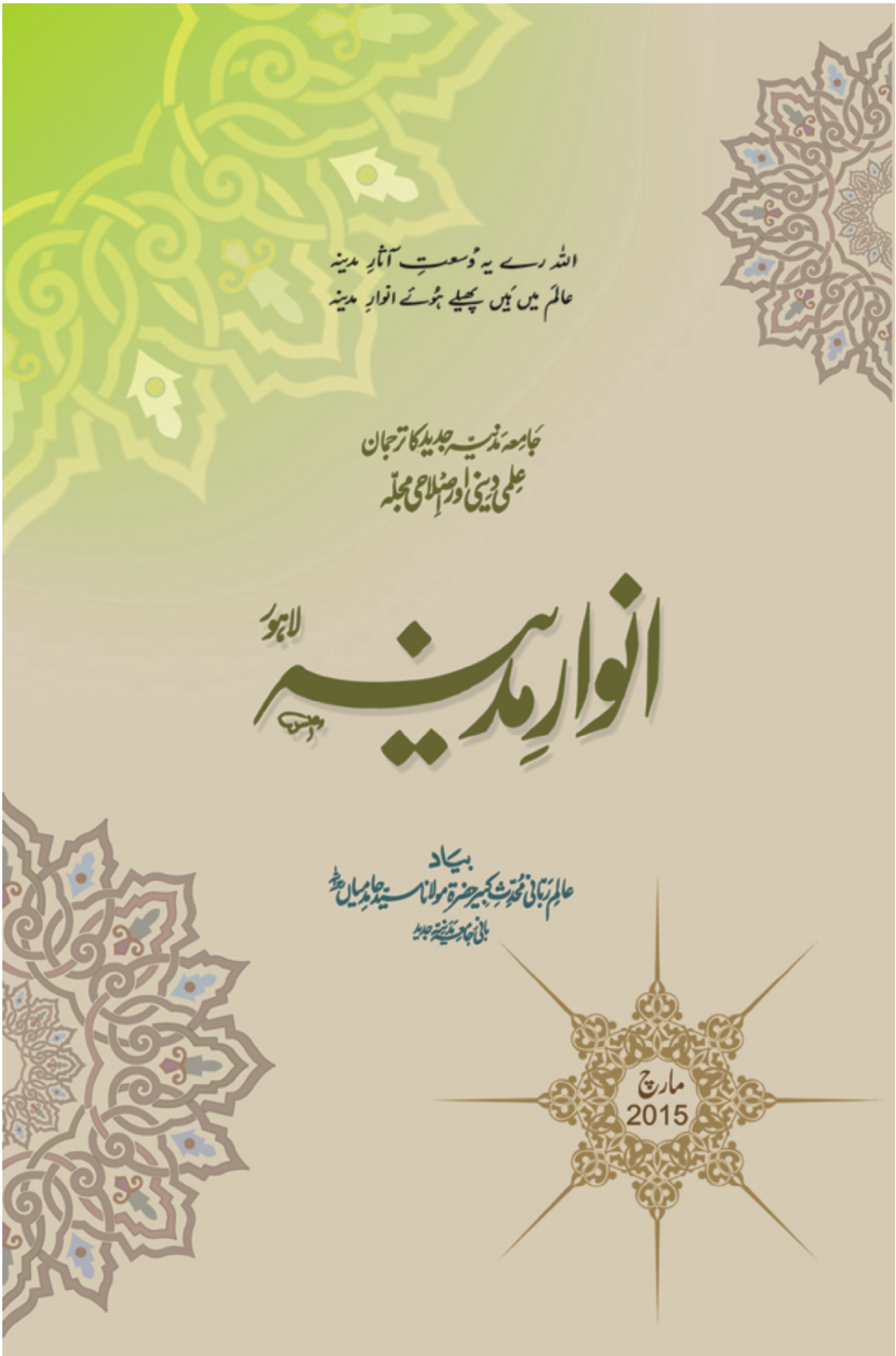
اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ
جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اِصلاحی مجلہ
انوارِ مدینہ
لاہور
بیاد
عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ جدید
مارچ
2015

ماہنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۲۳ | جمادی الاوّل ۱۴۳۶ھ / مارچ ۲۰۱۵ء | شمارہ : ۳

سیّد محمود میاں
مُدیر اعلیٰ

سیّد مسعود میاں
نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال
بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر
برطانیہ، اَفریقہ .... سالانہ 13 ڈالر
اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس
www.jamiamadniajadeed.org
E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور
اَکاؤنٹ نمبر اَنوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954
مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)
رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302
جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311
خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310
فون/فیکس : 042 - 37703662
موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۲۲
آفاقی دین .... صرف اِسلام	حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ	۲۸
اِسلام کیا ہے ؟	حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ	۴۶
پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے	حضرت مولانا شیخ مصطفٰی صاحب وہبہ	۴۹
کیا رُوحیں حاضر کی جاسکتی ہیں ؟	حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۵۱
تم کو کہاں ملیں گے بمبار مدرسوں میں	جناب مولانا کوثر صاحب سہارنپوری	۵۹
اَخبار الجامعہ		۶۲
وفیات		۶۳

قارئین اَنوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اَور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اِس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اَپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اَور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (اِدارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

پشاور کے آرمی پبلک سکول کے حادثہ کے بعد مقتدر اِداروں کی طرف سے دوٹوک اَنداز میں فیصلہ صادر کیا گیا تھا کہ

'' اچھے برے طالبان کا فرق ختم ، اَب سب ہی برے شمار کیے جائیں گے ''

اِس حتمی خارجہ پالیسی کے فورًا بعد صاحب بہادر اَمریکہ کی جانب سے گرجدار اِصلاحی بیان صادر ہوا کہ '' اچھے برے طالبان میں فرق کیا جائے گا ''

اَمریکہ کے اِس بیان کے بعد حکومت ِ پاکستان کی طرف سے کسی قسم کا ردِّ عمل تاحال سامنے نہیں آیا بلکہ اچھے برے طالبان کا فرق ختم کر دینے کے حتمی فیصلہ کے بعد ۲۱ رفروری کے قومی جرائد میں اِس فیصلہ کے برعکس جلی سُرخی سے یہ خبر شائع ہوئی کہ

'' اَفغان حکومت اور طالبان میں سہولت کار بننے کو تیار ہیں ''

اِس خبر کو پڑھ کر بچہ بھی اِس بات کا اِدراک کر سکتا ہے کہ پاکستان کی داخلہ وخارجہ پالیسی اپنا حافظہ کھو بیٹھی ہے اور اپنی بودی پالیسیوں کی وجہ سے بحرانوں پر قابو پانے کے بجائے مزید بحرانوں کو جنم دیتی چلی جارہی ہے۔

ہم اِس پر اپنی طرف سے مزید کچھ لکھنے کے بجائے مناسب خیال کرتے ہیں کہ کراچی کے ''ماہنامہ بینات'' میں اَمیر جمعیت علمائے اِسلام حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم کی طبع ہونے والی تقریر قدرے اِختصار کے ساتھ شائع کردی جائے جس میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم نے موجودہ ملکی اور بین الاقوامی بحرانوں کا پسِ منظر اور پیش منظر بیان کر کے نہایت مفید تجزیے کیے ہیں۔

مدارس واہلِ مدارس کی کردار کُشی کیوں ؟

میرے محترم دوستو ! کوئی اِس خدمت کی قدر کرے یا نہ کرے، ہم اَمریکہ اور بین الاقوامی قوتوں سے درخواست نہیں کر رہے کہ آپ اِن مدارس کی قدر کریں، ہم اپنے ملک کے حکمرانوں سے بھی نہیں کہتے کہ اَز راہِ کرم آپ اِن مدارس کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں لیکن ہم اپنی قوم سے اور اِس دھرتی کے مسلمانوں سے ضرور یہ اِلتماس کرتے ہیں کہ اِن مدارس کی قدر کو جانو۔ آج دُنیا میں اِسلام کے خلاف پروپیگنڈے ہو رہے ہیں۔ یاد رکھیے ! قرآنِ کریم کے خلاف براہِ راست گفتگو نہیں کی جاسکتی اور شاید اللہ کے دین کو براہِ راست تنقید کا نشانہ بنانا بھی اُن کے لیے ممکن نہ ہو، لہٰذا جو دین والے ہیں اور دین کی خدمت کرتے ہیں اور دینی علوم سے وابستہ ہیں، اُن کی کوئی بھی اِنسانی کمزوری مِل جائے تو بات کا بتنگڑ بنا کر پیش کر دیتے ہیں تاکہ دین کا کام کرنے والوں کی کردار کُشی ہو تو دین کا کام خود بخود رُکے گا۔ میں اُن کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ آپ کا پہلا حربہ نہیں، جب وحی اُتاری جارہی تھی تب بھی تو شیطان کی فوج نے اور شیطانی قوتوں نے یہ کوشش کی تھی، اللہ کی اِس اَمانت کو جو آسمانِ دُنیا سے رُوئے زمین پر لانے والی شخصیت حضرت جبریل علیہ السلام کو بھی تو مجروح کیا گیا تھا کہ اِتنی دُور سے اور اِتنے طویل فاصلوں سے ایک ایک لفظ کو صحیح صحیح اور ترتیب کے ساتھ لانا کیسے ممکن ہے ؟ یقیناً اِس میں کہیں

ردّ و بدل ہوا ہوگا، اُن کا خیال تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی اِس خدمت کو مشکوک بنا دیا جائے تو وحی پر اِعتماد اُٹھ جائے گا لیکن رب العزت نے اُن لوگوں کے اِس پروپیگنڈے کو رد کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ، ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ، مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴾
(سُورۃ التکویر : ١٩-٢١)

کہ یہ کسی عام آدمی کی بات نہیں ہے، ایک محترم پیغام رساں کی بات ہے، ایسا محترم پیغام رساں جو اپنی ذات میں طاقتور اور عرش والے کے ساتھ رہتا ہے اور عرش والے کی رفاقت اُسے نصیب ہے اور معمولی شخصیت نہیں ہے۔ "مُطَاعٍ" اکیلے نہیں آرہا، ملائکہ کے حفاظتی دستے اُس کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں، کوئی شیطانی حربہ اِس اَمانت پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کرسکتا، "ثَمَّ أَمِيْنٍ" اپنی ذات میں بھی وہ اَمانت دار، اپنی ذات میں بھی وہ محترم اور خارجی لحاظ سے اُس کی نسبت بھی اِتنی عظیم کہ تمام زندگی عرش والے کے پڑوس میں رہا اور پھر ملائکہ کی صورت میں حفاظتی دستے بھی ساتھ ساتھ آرہے ہیں، لہٰذا مطمئن رہو کہ جو کلام ہم نازل کر رہے ہیں اُس کا ایک ایک لفظ، زبر، زیر اور ترتیب کے ساتھ محفوظ ہے اور اِس میں کسی بھی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

جب اِن شیطانی قوتوں کی یہ سازش ناکام ہوگئی تو پھر جنابِ رسول اللہ ﷺ کی ذات کو نشانہ بنایا، چونکہ اُس زمانہ میں شعر واَدب عروج پر تھا، شعراء کی فصاحت و بلاغت دُنیا میں رواج پا چکی تھی اور ہر شخص عرب شعراء کے کمال کا معترف تھا اِس لیے یہ پروپیگنڈا کر دیا کہ فصیح و بلیغ کلام سنانا کون سی بڑی بات ہے ؟ یہ تو ہمارے شعراء بھی سناتے ہیں لہٰذا یہ بھی کوئی شاعر ہی ہوگا اور یہ معجزات تو کوئی جادُوگری معلوم ہوتی ہے، اُس معاشرے میں جادُوگری اور شاعری کوئی بڑی بات نہیں تھی، وہاں آسمانی شیطان، ملائکہ کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے تھے اور یہاں زمینی شیطان، جنابِ رسول اللہ ﷺ کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے اِس پروپیگنڈے کو بھی رد کرتے ہوئے فرمایا :

﴿ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ، وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ، قَلِيْلاً مَّا تُؤْمِنُوْنَ ، وَ لَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ط قَلِيْلاً مَّا تَذَكَّرُوْنَ ، تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ. ﴾ (الحاقة : ۴۰-۴۳)

یعنی اُسے کسی عام آدمی کی بات نہ سمجھو، یہ بڑی محترم شخصیت کی بات ہے، جو نہ شاعر ہیں نہ جادُوگر اور جو کچھ وہ بیان کر رہے ہیں، وہ رب العالمین کی طرف سے نازل کردہ ہے۔

جب اِس وحی کو نازل کرنے والی ذات کو اور جس مبارک شخصیت پر یہ وحی نازل ہوئی، اُن کو بھی نہیں بخشا گیا تو پھر آپ یہ کیوں سمجھتے ہیں کہ آج کے اِس دور میں آپ کو بخشا جائے گا !

حق و باطل کی دائمی کشمکش اور موجودہ حالات :

یہ حق اور باطل کی لڑائی تو قیامت تک چلے گی، جب اِنسان پیدا ہوا تو ساتھ ہی حق اور باطل بھی پیدا ہوئے ہیں، اور دین اِسلام اور قرآنِ کریم پر اِسی طرح چودہ سو سال گزرے ہیں، تاریخ اِسلام میں کتنے بڑے بڑے واقعات رُونما ہوئے، حکومتیں ملیا میٹ ہوئیں، کتب خانے جلا دیے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے بڑا اور مضبوط نگران حکومتِ وقت ہوا کرتی ہے تو ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ حکومتِ وقت کی نگرانی کا تصور بھی ختم ہو گیا، اِن تمام حالات سے اللہ کا یہ کلام گزرا ہے لیکن جیسے رسول اللہ ﷺ نے اُمت کے حوالے کیا تھا آج بھی اپنے اُن ہی الفاظ اور اُسی ترتیب کے ساتھ موجود ہے۔ یہ کشمکش کا دور چلتا رہا ہے اور چلتا رہے گا، مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں اِن مدارس کی بنیاد اِخلاص کے ساتھ اور قرآن و حدیث کی خدمت کے جذبے سے ڈالی گئی ہے اور جس چیز کی بنیاد اِخلاص سے ڈالی جائے، اُس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے :

﴿ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ﴾ (التوبۃ : ۱۰۸)

''اَلبتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دِن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے، وہ اِس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ تم اُس میں کھڑے ہو۔''

ہم جانتے ہیں کہ دُنیا میں کیا کیا باتیں ہو رہی ہیں اور مختلف واقعات کو دین اِسلام اور اُخوتِ اِسلام کے خلاف کس طرح اِستعمال کیا جاتا ہے۔

کفار کا فوری ردِّعمل :

نائن الیون کا واقعہ ہوا تو پہلے سے دماغوں میں بنا ہوا (سازشی) ذہن اُچھل کر باہر آیا، سوچا نہیں کہ ہم نے اِس پر کیا ردِّعمل دینا ہے، اِس واقعے پر دُنیا کے سامنے فوری ردِّعمل یہ سامنے آیا کہ صلیبی جنگ شروع ہوگئی یعنی ہم نے مسیحیت کی طرف سے اِسلام اور اہلِ اِسلام کے خلاف جنگ کا آغاز کر دیا، کسی نے سمجھایا کہ تم نے یہ کیا کہہ دیا ؟ اِس سے دُنیا میں تمہارا اِمیج خراب ہوگیا ہے۔

تب اَیجنڈے کا دُوسرا درجہ بیان کیا کہ دُنیا میں تہذیبوں کی جنگ شروع ہوگئی ہے پھر کسی نے سمجھایا کہ یہ کیا کہہ دیا ؟ اِسلام اور اُمتِ مسلمہ تو اپنی تہذیب پر جان بھی دے دیتی ہے۔

تو پھر تیسرے مرحلے میں یہ بیان جاری کیا گیا کہ یہ جنگ دہشت گردی کے خلاف ہے اور اِس واقعہ کو اِسلام اور اُمتِ مسلمہ کے خلاف اِستعمال کیا گیا۔

''نیٹو'' کے عزائم :

آپ کے علم میں یہ بات ہونی چاہیے کہ یہ واقعہ ۲۰۰۱ء میں ہوا جبکہ ۲۰۰۲ء میں فرانس میں نیٹو کا اِجلاس ہوا جس کے اَیجنڈے میں تھا کہ ۱۹۴۹ء میں ۲۸ / یورپی ممالک پر مشتمل نیٹو اِس لیے قائم ہوئی تھی تاکہ سوویت یونین کی توسیع پسندی کو روکا جائے اور اُس کے خلاف یورپ کا ایک دفاعی اِدارہ ہو، چونکہ وہ مقصد حاصل ہوگیا اِس لیے اَب نیٹو تحلیل ہو جانی چاہیے لیکن فورًا کہا گیا کہ نہیں ! ابھی اِسلام اور مسلمان ہمارے لیے چیلنج ہیں لہٰذا یہ اِتحاد برقرار رہنا چاہیے۔

ترقی پزیر دُنیا کا جغرافیہ :

پھر اَمریکہ کی طرف سے یہ بات سامنے آئی کہ ترقی پذیر ممالک کی جغرافیائی حدود حتمی نہیں ہیں اور یہ بیان بھی آیا کہ بیسویں صدی برطانیہ کی تھی اور دُنیا کی جغرافیائی تقسیم برطانیہ کے مفادات کے تابع تھی، اَب اِکیسویں صدی ہماری ہے لہٰذا دُنیا کی جغرافیائی تقسیم بھی ہمارے مفادات کے تابع ہوگی۔
اُنہوں نے اپنا پورا اَیجنڈا آپ پر واضح کر کے دیا ہے لیکن پھر بھی ہم لوگ پریشان ہو جاتے ہیں اور ہمیں

اپنے مؤقف کے بارے میں تردّد ہو جاتا ہے۔

اِس کی وجہ یہ ہے کہ اِسلامی دُنیا کے حکمران اُمتِ مسلمہ کا ساتھ نہیں دے سکتے، اُن کی اپنی مجبوریاں ہیں وہ اَمریکہ اور اُس کے اِتحادیوں کا ساتھ دے رہے ہیں لہٰذا جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں، چاہے اَفغانستان کی صورتِ حال ہو یا عراق، شام، لیبیا اور یمن کے حالات، اِن سب چیزوں کو آپ اِس پہلو سے ضرور دیکھیں کہ کہیں یہ ترقی پذیر دُنیا کی نئی جغرافیائی تقسیم کا پہلا مرحلہ تو نہیں ! ! !

جب ۲۰۱۰ء میں اَمریکہ کی وزیر خارجہ کونڈو لیزا رائس نے بیان دے دیا تھا کہ ہم نئی مشرقِ وسطیٰ تشکیل دیں گے، آج ہم مشرقِ وسطیٰ میں جو منظر دیکھ رہے ہیں، کیا ہم اِس کو نئے مشرقِ وسطیٰ کی تشکیل کے اُس اِرادہ وعزم سے الگ اور اُس سے لاتعلق کر سکتے ہیں ؟

وطنِ عزیز کو دَرپیش صورتِ حال :

ہمارے اہلِ علم کو دُنیا کے اُن حالات کو ضرور مدنظر رکھنا چاہیے کہ دُنیا کا اَیجنڈا کیا ہے ؟ اور اِس کے لیے کس چیز کو تباہ کیا جا رہا ہے ؟ اُس کا نشانہ اِسلام اور مسلمان کیوں ہیں ؟

میں پارلیمنٹ میں کہہ چکا ہوں اور اپنے حکمرانوں کو بھی متنبہ کرتا ہوں کہ اگر اُن کا اَیجنڈا یہ ہے کہ نئی جغرافیائی تقسیم مقصود ہے تو پھر پاکستان کے مغرب میں ۲۳۰۰ کلومیٹر کی اَفغانستان سے وابستہ پوری سرحد کو سرحد نہیں کہا جا رہا بلکہ آج بھی ''ڈیورینڈ لائن'' سے موسوم ہے، دُنیا کی کتابوں میں ''پاک اَفغان بارڈر'' موسوم نہیں ہے، دُوسری طرف مشرقی سرحد کو آپ دیکھیں، کشمیر کی طویل ترین سرحد کو بھی ''کنٹرول لائن'' کہا جا رہا ہے، وہ بھی صرف لائن ہے، آپ کا بارڈر نہیں ہے اور اَقوامِ متحدہ کے قانون کے تحت متنازعہ علاقہ ہے۔ جب ہماری مغربی اور مشرقی سرحدوں کا یہ عالَم ہے تو پھر اِس وقت ایشیا میں اِس بین الاقوامی اَیجنڈے کا آسان ترین نشانہ پاکستان کے علاوہ اور کون ہو سکے گا ؟ آپ اِن چیزوں کو کیوں نہیں سوچ رہے ؟ اِس حد تک دباؤ میں کیوں جا رہے ہیں ؟

موجودہ حالات کا ذمہ دار کون ؟

اور میں آج آپ حضرات کے سامنے بھی وضاحت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ دُنیا میں جنگ ہماری ضرورت نہیں، یہ جنگ آپ کی طرف سے ہے، یہ جنگ آپ کے اَیجنڈے کی تکمیل کر رہی ہے، یہ مسلمانوں کے اَیجنڈے کی تکمیل نہیں اور جنگ یکطرفہ نہیں لڑی جاتی بلکہ اُس کے لیے دُشمن بھی چاہیے، اگر ہمارے ماحول میں ''شدت پسندی'' یا جسے آپ ''دہشت گردی'' کہتے ہیں، اُس کا ماحول موجود ہے تو یہ بھی آپ کی ضرورت اور آپ کا پیدا کردہ ہے، یہ مسلمانوں کا پیدا کردہ ماحول نہیں ہے۔

عسکری گروپ کس نے بنائے :

آپ مدارس کی بات کرتے ہیں تو مدارس تو دُور کی بات ہے، یہ مدارس آپ کے لیے آسان نشانہ بن گئے ہیں، حقیقت تو ہم جانتے ہیں، لیکن ابھی ہم اِس بحث کو نہیں کھولنا چاہتے کہ یہ عسکری جتھے کس نے بنائے ؟ میرا ایک طالب علم جس کا نام فلاں ولد فلاں تھا، اُس کو ترغیبات کس نے دیں ؟ جہادِ اَفغانستان کی ترغیبات کس نے دیں ؟ جنگ کی تربیت کس نے دی ؟ کلاشنکوف کی تربیت کس نے دی ؟ راکٹ لانچر کی تربیت کس نے دی ؟ بم بنانے کی تربیت کس نے دی ؟ بم پھاڑنے کی تربیت کس نے دی ؟ یہ سارے اعلیٰ ترین جنگی وسائل کس نے سکھائے ؟ اور اُس غریب طالبِ علم کو جو فلاں اِبن فلاں کے نام سے کسی مدرسے سے نکلا یا کسی تعلیمی اِدارہ سے نکلا یا ہماری سوسائٹی سے نکلا، آگے جا کر اُس غیر فوجی کو فوجی ٹریننگ اور جنگی تربیت کس نے عطا کی ؟ اور پھر بھی بڑی آسانی سے کہہ دیا کہ یہ مدرسہ سے فارغ ہے اور اِس کا اِلزام مدرسہ پر لگایا جا رہا ہے۔

پھانسیاں پانے والے اور حملہ آور کون ہیں :

میں نے اُس دن آل پارٹیز کانفرنس میں بھی اور پارلیمنٹ میں بھی یہ بات کھل کر کہی ہے کہ دباؤ صرف مدارس پر کیوں ہے ؟ آپ کے نیشنل ایکشن پلان میں مدرسے کی رجسٹریشن اور اُس کی ضابطہ بندی کا لفظ کیوں لکھا گیا ہے ؟ یہ جو آج کل آپ پھانسیوں پر پھانسیاں دے رہے ہیں، ذرا

بتائیے کہ اُن میں مدرسہ کا کون سا طالب علم ہے ؟ یہ دہشت گردی حملہ میں ملوث لوگ کون ہیں جن کو آپ پھانسیاں دے رہے ہیں ؟ جی ایچ کیو پر حملہ کرنے والوں میں مدرسے والا کون ہے ؟ مہران ائیر بیس پر حملہ کرنے والوں میں کون سا مدرسے کا طالب علم ہے ؟ کامرہ ائیر بیس پر حملہ کرنے والوں اور پشاور ائیر بیس پر حملہ کرنے والوں میں سے کوئی ایک تو بتاؤ کہ کون سا مدرسہ کا طالب علم ہے ؟ نشان دہی تو کردو۔ اِس طرح تو نہ کرو کہ ''(جنگی تربیت دینے والا فوجی) اُستاد تو بے گناہ ہوا اور شاگرد گناہگار ہو گیا'' اور اَب شاگرد کو ذبح کیا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ شاگرد نے سب کچھ کیا، میں نے کچھ نہیں کیا اور مجھے تو پتہ بھی نہیں تھا، میں تو کسی تنظیم کو نہیں جانتا، دامن صاف !

رِند کے رِند رہے، ہاتھ سے جنت نہ گئی

مدرسہ کی رجسٹریشن اور مالیاتی نظام :

اِنصاف سے کام لیا جائے جس وقت یہ بحث آئی تو ہم نے کہا کہ مدارس کی رجسٹریشن کا لفظ کس لیے لکھا ہے ؟

کہنے لگے کہ جی ! بہت سے مدارس جو بغیر رجسٹریشن کے ہیں۔

میں نے کہا : حکومت کے درمیان اِس قسم کے قانون کی ترمیم پر اِتفاق ہو گیا تھا، آپ لوگ کبھی سوال اُٹھاتے ہیں کہ مدارس میں پیسہ کہاں سے آتا ہے ؟ تو اُس میں فنڈ کا معاملہ مالیاتی نظام طے کر دیے گئے تھے۔

آپ کہتے ہیں کہ مدارس کا نصاب دہشت گردی اور اِنتہا پسندی سکھاتا ہے، تو اُس میں مدارس کے نصابِ تعلیم پر بھی اِتفاق کیا گیا کہ یہ نصابِ تعلیم کوئی اِنتہا پسندی نہیں پھیلا رہا۔

مدارس کا تنظیمی ڈھانچہ کیا ہوگا ؟ یہ واضح کیا گیا۔

اور اِس اِتفاقِ رائے کے بعد ٢٠٠٥ء میں ترمیمی آرڈیننس آیا جس کی قانون سازی مرکز اور صوبوں میں ہوئی، اَب کون سی آفات بیچ میں آگئی ہیں کہ دوبارہ قانون سازی کی ضرورت پیش آگئی ؟

آپس میں کون لڑ رہا ہے :

میں نے ایک اور بات بھی کہی کہ ہر وقت آپ لوگوں کے نشانہ پر مذہبی لوگ ہوتے ہیں کہ یہ مذہبی لوگ آپس میں لڑ رہے ہیں، آپس میں ایک دُوسرے کا خون بہا رہے ہیں، تفرقہ اور نفرت پھیلا رہے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

میں نے کہا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے نعرے پر اور اِسلام اور مسلمانوں کے لیے ۶۷ رسال پہلے ایک پاکستان قائم ہوا تھا، اُس کے بعد اِس ملک کے اَندر داخلی جغرافیائی اُکھاڑ پچھاڑ میں کبھی کسی شیعہ نے کہا کہ مجھے اپنا صوبہ دو ؟ کبھی کسی سنی نے کہا کہ مجھے اپنا صوبہ دو میں اِن کے ساتھ نہیں رہنا چاہتا ؟ کبھی کسی دیوبندی نے کہا کہ اِس علاقہ کا ڈویژن دیوبندیوں کا ہونا چاہیے ؟ کبھی کسی بریلوی نے کہا کہ فلاں ضلع بریلویوں کے نام کرو ؟ لیکن یہ مہاجر سندھی کا سوال پیدا کرنا، سرائیکی اور پنجابی کا سوال پیدا کرنا، پختون بلوچ کا سوال پیدا کرنا، یہ ہزارہ اور پختون کا سوال پیدا کرنا، یہ سب آپ حضرات کی کارستانیاں نہیں ہیں ؟ یہ بنگال لسانیت کی بنیاد پر نہیں ٹوٹا ؟ آپ کے نعروں سے نفرتیں پیدا ہو رہی ہیں، حقوق کے نام پر تعصب پیدا کر رہے ہو، ملک کو اَندر سے توڑ رہے ہو، کبھی لسانیت کی بنیاد پر صوبہ کا، کبھی ملک کا نعرہ اور کبھی ملک سے آزادی کے نعرے، کبھی ملک کو اَندر سے جغرافیائی طور پر تقسیم کرنا، یہ ساری آپ کی کارستانیاں ہیں، ملک کے اَندر کی جغرافیائی اُکھاڑ پچھاڑ کے آپ ہی ذمہ دار ہیں اور آپ ہی اِس کے نعرے لگاتے ہیں، کبھی کسی مذہبی آدمی نے کہا ہے کہ ملک کو میرے عقیدے اور فکر کی بنیاد پر تقسیم کردو ؟

آج تک قانون سازی کیوں نہیں ہوئی :

میں نے کہا : اِس لیے لڑتے ہیں کہ قانون سازی نہیں ہے، حدود متعین نہیں ہیں، محرم میں فوج کو لے آتے ہو، راستوں میں کھڑا کر دیتے ہو، قیامِ اَمن کے لیے شہر کو فوج کے حوالہ کر دیا، رینجرز کے حوالہ کر دیا، اِس حوالے سے قانون سازی کیوں نہیں کر رہے ؟ تاکہ اگر کوئی مکتبہ فکر یا کوئی فرقہ

اپنا ایک غلط یا صحیح تہوار مناتا ہے تو اُس کی حدود تو متعین ہوں، کسی دُوسرے کو تکلیف تو نہ دے، ایک دُوسرے کی دِل آزاری تو نہ کرے، لیکن سڑسٹھ سال گزر گئے اور آپ نے اِس سلسلے میں قانون سازی نہیں کی۔ میلاد کا جلوس آتا ہے، اَمن واَمان کا مسئلہ پیدا ہوگیا، شہر فوج کے حوالہ کردیا، رینجرز کے حوالہ کردیا، فلاں فلاں علاقے حساس قرار دے دیے گئے اور پھر وہ جلوس خیر خیریت سے گزر جاتا ہے مگر قانون سازی نہیں ہوتی۔ اور تو چھوڑیں، یہ رؤیت ہلال کمیٹی کو دیکھیں، میں نے ایک مولوی صاحب سے کہا کہ اِس کمیٹی کی حیثیت قاضی کی ہے اور یہ جو فیصلہ دے گی تو اُس کا فیصلہ حتمی ہوگا اور ہم پر اُس کا ماننا لازم ہوگا، اُنہوں نے کہا : اگر یہ قاضی ہے تو قاضی کا فیصلہ کوئی نہ مانے تو اُس کو سزا ہوتی ہے یا نہیں ؟ میں نے کہا : سزا تو ہوتی ہے، کہنے لگے: بتاؤ قانون کہاں ہے ؟ میں نے کہا کہ قانون تو نہیں ہے۔ کہنے لگے کہ قانون نہیں تو پھر یہ قاضی نہیں۔ اور کیوں قانون سازی نہیں ہورہی ؟

تاکہ جب بھی کوئی فساد ہو تو مذہب کی طرف لوگوں کی اُنگلیاں اُٹھیں، کیا ریاست نے اپنی کوئی ذمہ داری پوری نہیں کرنی ؟ ۶۷ رسال ہوگئے کہ اِن فتنوں سے ہم گزر رہے ہیں۔

اِکیسواں ترمیمی بل ..... ہمارا مؤقف اور تحفظات :

چند دن قبل پنجاب کے وزیرِ اَعلیٰ صاحب میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ جی مساجد کو خود حکومت کنٹرول کرنا چاہتی ہے، یہاں سے فساد پیدا ہوتا ہے۔

میں نے کہا : حضرت ! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پھر آپ کا اَفسر جا کر کسی مولوی کے کان میں یہ نہ کہے کہ مولوی صاحب ! آج ذرا تقریر ٹھوک کر کرنی ہے، یہ فلاں محلے کا دُوسرا مولوی بڑا بدمعاش ہوگیا ہے، آپ کے خلاف بولتا ہے، میرے مولوی کو شدید تقریر پر آمادہ بھی تو آپ لوگ کرتے ہیں، تمہاری ایجنسیاں کرتی ہیں، فسادات تو آپ لوگ پھیلاتے ہیں، آپ خدا کے لیے ہمیں نہ لڑائیں، ہم تو نہیں لڑنا چاہتے، آپ لوگ اپنا فرض تو اَدا کریں۔

۱۹۵۱ء کی اِسلامی نفاذ کی تحریک سے لے کر ایم ایم اے تک تمام مکاتب ِفکر کی قیادت نے

قومی وحدت پر کام کیا ہے، فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لیے کام کیا ہے، ریاست اپنا فرض تو اَدا کرے، لیکن وہ نہیں کرتا۔

پھر کہا گیا کہ ہر وہ مسلح تنظیم جو ریاست کے خلاف اسلحہ اُٹھائے اور مذہب یا فرقے کا نام لے، اُسے ملٹری کورٹ میں پیش کیا جائے۔

ہم نے کہا : دہشت گردی، دہشت گردی ہوتی ہے، اُس سے مذہب کا کیا تعلق ہے ؟ اُس سے قومیت کا کیا تعلق ہے ؟ کہتے ہیں : نہیں، یہ جو پشاور کا واقعہ ہوا ہے۔

میں نے کہا : آپ یہ بتائیں کہ قانون کسی اُصول کے تحت بنتا ہے یا کسی واقعہ کی بنیاد پر بنتا ہے ؟ اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو کیا دہشت گردی نہیں ہو رہی ؟ چلو ایک واقعہ ہو گیا، اُس واقعے سے لوگوں کے جذبات بھڑک اُٹھے، بڑے معصوم بچے اُس میں شہید ہو گئے، پورا صوبہ ہزارہ اور مالاکنڈ سے لے کر ڈیرہ اِسماعیل خان اور مردان تک کے بچے وہاں پڑھ رہے تھے، ہماری اپنی جماعت کے بہت سارے لوگوں کے بچے وہاں پڑھ رہے تھے، کچھ شہید ہو گئے، کچھ زخمی ہو گئے، یقینًا اِس پر ہم سب کو ناراضگی ہے، اَب اگر آپ قانون بناتے ہیں تو قانون ضرور بنائیں لیکن دو چیزیں مدنظر ہونی چاہئیں، ایک قانون کے اَندر جامعیت ہو، جو اُس موضوع کے ہر پہلو کا اِحاطہ کرے، اور دُوسری چیز یہ کہ اُس قانون کے اِمتیازی طور پر اِستعمال کے اِحتمال کو ختم کیا جائے۔

تحفظِ پاکستان آرڈیننس آیا تو ہم نے اُس وقت بھی یہی کہا کہ یہ کسی کے خلاف ناجائز اِستعمال نہ ہو، جو دہشت گرد ہے ملکی قانون کو توڑتا ہے اور ریاست کے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اُس کو سزا ملے۔

اَب جناب ! اِس پر لڑائی شروع ہو گئی، ہم ڈٹ گئے کہ نہیں ! یہ اِمتیازی قانون ہے، عمومًا ایک قانون بن جاتا ہے تو اُس کے بننے کے بعد یہ اِحتمال ہوتا ہے کہ یہ اِمتیازی اِستعمال ہو رہا ہے یا ہو سکتا ہے، یہاں تو یہ قانون اپنے مسودہ میں چیخ چیخ کر خود پکارتا ہے کہ میں نے اِمتیازی اِستعمال ہونا ہے۔

ہم دہشت گردی کے حامی نہیں :

یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ شاید ہم مذہبی دہشت گردوں کو یا مذہب کے نام پر دہشت گردی کرنے والوں کو بچا رہے ہیں۔

میں نے کہا : ایسا نہیں ہے، اگر یہ لکھا گیا کہ ''ہر وہ مسلح تنظیم جو ریاست کے خلاف اسلحہ اُٹھائے اور لسانیت کا نام لے'' تو میں اُس کی مخالفت کروں گا کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ اِس قانون نے کراچی میں ایم کیو ایم کے خلاف اِمتیازی طور پر اِستعمال ہونا ہے، لہٰذا ہماری بات کو سمجھا جائے، بات چلتی گئی۔

ہم نے کہا کہ اگر مذہب اور فرقہ کا نام (کاٹنا نہیں چاہتے اور) کاٹنے کا آپ یہ معنی لیتے ہیں کہ ہم مذہب کے نام پر دہشت گردوں کو تحفظ دے رہے ہیں تو ہم اِس سے دست بردار ہو جاتے ہیں، لیکن پھر آگے اِس کے ساتھ یہ بھی لکھیں کہ مذہب کا نام اِستعمال کرے یا فرقہ کا اِستعمال کرے یا لسانیت، نسل پرستی، قومیت یا علاقائیت کا نام اِستعمال کرے، یہ ساری چیزیں بھی لکھیں اور میں نے یہ باتیں اِس لیے کہیں کہ خود آئین کے اَندر جدولی جرائم کی فہرست میں ہے کہ نسل، عقیدہ، قومیت، برادری اور علاقائیت پر مبنی تعصّبات جرائم تصور کیے جائیں گے لہٰذا آئین کے اِن ہی الفاظ کو لے کر یہاں لگا دیا جائے تو کوئی یہ نہیں کہے گا کہ یہ آئین سے باہر کا کوئی تصور ہے جس کو آپ نے آئین کا حصہ بنا دیا ہے۔ اَب یہ بات بھی اگر نہیں مانی جا رہی تو ہم کہاں جائیں ؟

علماء کی سیاست سے کنارہ کشی اور اُس کا نقصان :

ہم دیکھ رہے ہیں کہ پورے ملک میں مدارس پر چھاپے لگ رہے ہیں، کتب خانوں پر چھاپے لگ رہے ہیں، دو سال پہلے کسی نے تقریر کی ہے تو آج اُس کے خلاف ایف آئی آر کاٹی جا رہی ہے، علماء گرفتار ہو رہے ہیں، ہمیں نظر آ رہا ہے کہ یہ قانون اِمتیازی اِستعمال ہو رہا ہے۔

کہنے لگے کہ آپ ایسی بات کیوں کر رہے ہیں کہ خدانخواستہ یہ مذہب کے خلاف اِستعمال ہوگا ؟

میں نے کہا کہ بنگلہ دیش کو جا کر دیکھو، چوالیس سال پہلے آپ نے اپنے وہاں پر قدم مبارک رکھے تھے، اُس کی برکات آج بھی ظاہر ہو رہی ہیں، روز کسی نہ کسی کی پھانسی کا آرڈر کیا جا رہا ہے، مذہب کے نام پر سیاست پر پابندی لگائی جا رہی ہے، اِسلامی جمہوریہ بنگلہ دیش کے بجائے اَب ریپبلکن بنگلہ دیش لکھا جائے گا۔ میرے بھائیو ! وہاں اِس لیے یہ ہو رہا ہے کہ (وہاں کے) مذہبی لوگ سیاسی طور پر منظّم نہیں ہیں، ورنہ وہ آپ سے کم مسلمان نہیں ہیں، ہمارے مدارس سے بڑے بڑے مدارس وہاں ہیں لیکن چونکہ سیاسی لحاظ سے منظّم نہیں ہیں اِس لیے تنہا وہاں ایک ایک مار کھا لیتا ہے لہٰذا یہ وقت ہے کہ ہم پوری وحدت کا مظاہرہ کریں۔

میں نے سابق ایم ایم اے کی جماعتوں کو بلایا، سب نے اِتفاقِ رائے کا مظاہرہ کیا۔ تنظیماتِ مدارسِ دینیہ کا اِجلاس ہوا، سب کا اِس بات پر اِتفاق تھا کہ ہمارا مؤقف درست ہے، اَب ہمیں مِل کر جنگ لڑنی ہوگی۔ بھائی ! ہم تو آپ کے ساتھ ہیں، ہم تو دہشت گردی کے خلاف آپ کے ساتھ ایک صف میں کھڑے ہیں، ہم تو آپ کے پشت پناہ ہیں، جب کسی قسم کے تحفظات سامنے رکھے بغیر ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہوگئے، تمام مکاتبِ فِکر نے آپ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا، پوری قومی وحدت وجود میں آگئی، تمام پارلیمنٹ ایک تھی تو آپ نے ایسی حرکت کر کے ملک کو کیوں تقسیم کر دیا ؟ یہ ساری چیزیں ہیں جنہیں مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں بات کرنی ہوگی۔

''اِنتہا پسند'' کون ؟

آپ یہ بھی دیکھیں کہ ہمیں ''اِنتہا پسند'' کہا جاتا ہے، اِنتہا پسندی اور مدارس، مسجد اور مُلا کی بات کی جاتی ہے، وہاں گوانتا ناموبے میں قرآن کریم کو جلانا، گٹروں میں پھینکنا، مسلمان قیدیوں کی آنکھوں کے سامنے ناپاک قدموں کے ساتھ قرآن پر چڑھ جانا، کیا یہ اِنتہا پسندی نہیں ؟ یہ شرافت ہے تمہاری ؟ اور پھر اِس سے ردِعمل پیدا نہیں ہوگا ؟ اِس سے اُمتِ مسلمہ کی دِل آزاری نہیں ہوگی ؟ اَمریکہ میں ایک کنیسا کے اَندر باقاعدہ قرآن کو جلانے کی تقریب ہوتی ہے، کیا یہ اِنتہا پسندی نہیں ہے ؟ بیلجیم میں مساجد پر حملے کیے گئے، قرآن کو جلایا گیا، کیا یہ تمہاری اِنتہا پسندی نہیں ؟ پہلے ڈنمارک میں

اور اَب فرانس میں جنابِ رسول اللہ ﷺ کے خاکے شائع کیے گئے، اگر دُنیا کی آبادی ٦/ اَرب ہے تو پونے دو اَرب مسلمان ہیں، تم دُنیا کی اِتنی بڑی آبادی کی دِل آزاری کر رہے ہو، تم اِسلام کے شعائر کا مذاق اُڑاؤ، پھر بھی تم اِعتدال پسند ہوئے۔ یاد رکھنا ! مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی عزت و ناموس پر ہمہ وقت مر مٹنے کے لیے تیار رہوتا ہے۔

اِن دنوں ہمیں جو صورتِ حال درپیش ہے اُس کے پیشِ نظر آج کے اِس اِجتماع سے میں نے فائدہ اُٹھالیا تاکہ میں اپنے حلقے، اپنے علماء اور اپنے مدارس کو آگاہ کر سکوں، ہم اپنے مؤقف کو دلیل کی بنیاد پر سمجھنے کی کوشش کریں، ہمارا کسی سے کوئی ذاتی جھگڑا نہیں ہے، پاکستان کی تاریخ ہمارے سامنے ہے حالات ہمارے سامنے ہیں، آئین کی رُو سے اِسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر قانون سازی تو آئین کا تقاضا ہے، اِس پر تو چالیس سال سے قانون سازی نہیں کی جارہی اور اِس قسم کی قانون سازیاں آرہی ہیں اور قوم پر مسلط کی جارہی ہیں۔

دُعا کریں کہ اللہ ہم پر اِمتحان اور آزمائش نہ لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : وَاسْأَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ. ''اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَسْاَلُهُ اللّٰهَ ''کوئی ایسی بات بتا دیں کہ میں اللہ سے مانگوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا : سَلْ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ. ''اللہ سے عافیت مانگو۔'' کچھ عرصہ بعد پھر حاضر ہوئے اور پھر عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیں جو میں اللہ سے مانگوں ؟ آپ ﷺ متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا :

يَا عَبَّاسُ ! يَاعَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ! سَلِ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فِى الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.'' [1]

''اے عباس ! اے رسول اللہ (ﷺ) کے چچا ! اللہ سے دُنیا اور آخرت دونوں کی عافیت مانگا کرو۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

---

[1] مجمع الزوائد للھیثمیؒ ١٠/١٧٥

لَا تَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ، وَسَلُوا اللّٰہَ الْعَافِیَةَ فَاِذَا لَقِیْتُمُوْھُمْ فَاصْبِرُوْا.[1]

''دُشمن کا سامنا ہونے کی تمنائیں مت کیا کرو بلکہ اللہ سے عافیت مانگا کرو، لیکن اگر سامنا مقدر ہو جائے تو پھر ڈٹ جاؤ۔''

بہرحال یہ وقت ہے ہمارے اکٹھے ہونے کا، ہم دہشت گرد نہیں ہیں، نہ دہشت گردی ہماری ضرورت ہے، یہ جنگیں ہم پر مسلط کی گئی ہیں۔ بتایا جائے کہ کس جرم میں مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا ہے ؟ کس جرم میں آج مدارس کو ذبح کیا جا رہا ہے ؟ صرف اپنے جرائم چھپانے کے لیے ؟ کوئی قوت اِس کی کوشش نہ کرے اور نہ ہم اِتنے بے خبر ہیں کہ اپنا جرم چھپانے کے لیے آپ مدارس کو موردِ اِلزام ٹھہرائیں اور ہم مان لیں۔ یہ جنگ ہم نے آئین اور قانون کے دائرے میں لڑنی ہے، کوئی ہنگامہ آرائی اور فساد نہیں کرنا۔ ہم ایک ملک کے آزاد شہری ہیں، اپنا حق رکھتے ہیں اور اگر اِمتیازی طور پر کوئی قانون کسی کے بھی خلاف بنے گا، چاہے مذہبی لوگوں کے خلاف ہو، چاہے قوم پرستوں کے خلاف ہو، چاہے لسانیت والوں کے خلاف ہو تو ہم ضرور کہیں گے کہ یہ قانون غلط ہے۔

آپ حضرات ہمارے لیے دُعا بھی کریں، ہم اسمبلی میں تھوڑے تو ہیں لیکن دُعاؤں سے ہمارے اَندر قوت آجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی عطا کرتا ہے۔ واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین.

(ماخوذ اَز : ماہنامہ بینات جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ)

.... ☆ ....

دُوسری طرف ''داعش'' کے حوالہ سے آئے دِن مختلف قسم کی خبریں میڈیا کی زینت بنی رہتی ہیں جنہیں یہودی میڈیا توڑ موڑ کر پاکستان کے دینی مدارس اور مذہبی جماعتوں کے ساتھ جوڑنے کی سر توڑ کوششیں کرتا رہتا ہے۔ ۱۹؍ جنوری کے روزنامہ ایکسپریس میں اَوریا مقبول جان صاحب کی ایک تحریر نظر سے گزری جس میں عالمی سطح پر اِسلام کی غلط تصویر کشی کے پیچھے چھپے یہودی میڈیا کی فریب کاریوں پر بہت اچھے اَنداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

---

[1] بخاری شریف کتاب الجهاد رقم الحدیث : ۳۰۲۴

دُوسری منافقت یہ ہے کہ وہ مغربی تہذیب جس کے لیے دولتِ اِسلامیہ کو سب سے بڑا خطرہ تصور کیا جا رہا ہے پوری دُنیا میں یہ پرا پیگنڈہ عام کیا جا رہا ہے کہ مسلم ممالک میں دہشت گردی اور شدت پسندی کی وجوہات میں معاشی ناہمواری، جمہوریت کا فقدان، سکولوں کے نصابِ تعلیم جو جہاد کا درس دیتے ہیں اور سخت متعصّبانہ قوانین ہیں، اِن وجوہات کی وجہ سے شدت پسندی کو فروغ مِل رہا ہے۔

پورا مغرب مسلمان ملکوں کو یہ درس دے رہا ہے کہ

''اپنا نصاب سیکولر کرو، اپنی حکومتیں جمہوری بناؤ، اپنے پسماندہ لوگوں کو معاشی طور پر مستحکم کرو، اپنی خواتین کو برابری کے حقوق دو، اگر تم یہ سب کرلو گے تو تمہارے اَندر سے دہشت گردی اور شدت پسندی ختم ہو جائے گی۔''

اُن کی بولی بولنے والی ہزاروں این جی اوز اور اُن عالمی طاقتوں کی اِمداد کے لالچ میں دیوانے ہوئے حکمران روز اِن اِقدامات کا رونا روتے رہتے ہیں۔ اَخبارات اور میڈیا میں ''دانشوروں'' کے مضامین اور گفتگو صرف چند باتوں پر مرکوز ہے :

''نظامِ تعلیم سے مذہب نکالو، مدرسوں کو ٹھیک کرو، عورتوں کو میدانِ عمل میں لاؤ، دہشت گردی کا یہی توڑ ہے۔''

لیکن کوئی اِس بات کا جواب نہیں دے پاتا کہ گزشتہ ایک سو سال کی اِنسانی جنگوں میں کسی اور جنگ میں اِس جوق دَر جوق رضا کارانہ طور پر اِتنے جہادی نہیں گئے جتنے عراق اور شام میں دولتِ اِسلامیہ کے لیے لڑنے گئے ہیں۔ اَفغانستان میں بھی جتھے بنائے گئے، تنظیمیں بنیں اُن کو اَمریکہ اور دیگر حواریوں نے مدد فراہم کی، ویتنام میں بھی چین اور رُوس کی مدد شامل تھی لیکن یہاں سب سے حیرت اَنگیز بات یہ ہے کہ کسی بیرونِ ملک سے لڑنے کے لیے جانے والوں میں اَکثریت یورپی

ممالک کے اَفراد کی ہے، وہ مغربی ممالک جہاں یہ سب پہلے کبھی نہیں ہوا تھا ایسے ممالک جہاں سیکولر نظامِ تعلیم رائج ہے، جمہوریت بھی مستحکم ہے، معاشی ناہمواری بھی نہیں، وہاں تو کوئی مدرسہ بھی قائم نہیں ہے پھر اُن لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ اپنی پُر آسائش زندگیاں چھوڑ کر شام اور عراق میں لڑنے جارہے ہیں۔

''داعش'' کے آغاز میں یعنی آج سے چھ ماہ قبل ۳۰/ اگست ۲۰۱۴ء کو ''اِکانومسٹ'' نے اُن اَفراد کی تعداد بتائی تھی جو یورپی ممالک سے لڑنے عراق اور شام گئے ہیں، جریدے کے مطابق

(۱) بیلجیم سے ۲۵۰۔(۲) ڈنمارک سے ۱۰۰۔(۳) فرانس سے ۷۰۰۔

(۴) آسٹریلیا سے ۲۵۰۔(۵) ناروے سے ۵۰۔(۶) ہالینڈ سے ۱۲۰۔

(۷) آسٹریا سے ۶۰۔(۸) آئرلینڈ سے ۳۰۔(۹) برطانیہ سے ۴۰۰۔

(۱۰) جرمنی سے ۲۷۰۔(۱۱) اور اَمریکہ سے ۷۰ اَفراد اپنی پُرتعیش زندگی چھوڑ کر شام چلے گئے، اِس وقت اُن کی تعداد کئی گنا بڑھ چکی ہے۔

دُنیا کی اَب تک ہونے والی جنگوں میں کسی بھی جنگ میں یورپ سے اِس قدر تعداد رضاکار جنگجوؤں کی روانہ نہیں ہوئی اور نہ ہی اِس قدر زیادہ مُلکوں سے لوگ کسی ایک جگہ لڑنے گئے ہیں، یورپی ممالک سے ایسے جہاد مارچ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اَب یہ مغربی ملک کون سا مدرسہ بند کریں گے اور کون سا نصابِ تعلیم تبدیل کریں گے اور عورتوں کو اور کتنے زیادہ حقوق دیں گے کہ شدت پسندی کم ہو، یہ سب جنگ پراپیگنڈے سے جیتنا چاہتے ہیں۔

لیکن دسمبر کے آخری ہفتے میں جرمنی کے صحافی جورگن ٹوڈن ہومز نے برطانوی اَخبار INDEPENDENT میں اپنے دولتِ اِسلامیہ کے سفر کے رُوداد بیان کی

ہے، یہ ۴۷ سالہ جرمن صحافی واحد مغربی صحافی ہے جو اَب تک وہاں پہنچا ہے اِس کے اِنکشافات ایسے ہیں کہ جو مغرب کے لیے کڑوی گولیاں سمجھی جا رہی ہیں اُنہیں پہلے اِس بات پر یقین نہیں آتا تھا کہ ہمارے سیکولر معاشرے سے اِس قدر جہادی کیسے پیدا ہو سکتے ہیں اَب وہ ٹوڈن ہومز کی اِس بات پر کیسے یقین کر لیں جو اُس نے سی این این پر اِنٹرویو دیتے ہوئے کہی ہے، اُس نے کہا کہ

''وہ وقت دُور نہیں جب داعش مغرب کے ساتھ بقائے باہمی کے لیے مذاکرات کرے گی اور مغرب کو دُنیا میں اَمن قائم رکھنے کے لیے اور کوئی راستہ نہیں ہوگا۔''

یہ غور کرنے کا مقام ہے سوچنے کی گھڑی ہے مغرب شاید سوچ رہا ہے کہ شدت پسندی اور دہشت گردی ہماری پالیسیوں اور طاقت کے اِستعمال سے پیدا ہوئی ہے لیکن اُس نے بندوق ہمارے ہاتھ میں پکڑا دی ہے، خون بھی ہماری زمینوں پر بہتا ہے اور شدت پسندی بھی یہاں جنم لیتی ہے، ہم کب تک قتل کرتے اور قتل ہوتے رہیں گے ؟ ؟ ؟ ؟

چند لمحوں کے لیے اپنے مسلک، اپنی نسل، اپنے عقیدے اور اپنی تعلیم کے تعصب کو پس پشت ڈال کر سوچیے ! ! ضرور ! ! صرف چند لمحوں کے لیے ! ! !

(روزنامہ ایکسپریس ۱۹ر جنوری ۲۰۱۵ء)

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلهم

> حضرت اَقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ اِنتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے، اَللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدس کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

وڈیروں کے مزدُوروں پر مظالم۔ مذہبی آزادی کفار نے سلب کی
حضرت عمر کے گھر پر چڑھائی۔ ''زمانے'' کو خدا ماننے والے دہریے
''کیمونزم'' کی بنیاد ''نفی'' پر ہے۔ عقل سے بالا اُمور کے لیے اَنبیاء بھیجے گئے

(کیسٹ نمبر 83 سائیڈ A 1988 - 01 - 24)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا تھا کہ وساوس آتے ہیں، اور ایک آدمی تو وہ ہے کہ جو اِن سے قطع نظر کرلے آخرت سے بھی معاذ اللہ قطع نظر کر لے فقط دُنیا پر نظر رکھے ﴿اِنْ ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ﴾ اِس طرح کا عقیدہ پہلے بھی تھا کہ وہ کہتے تھے کہ بس یہی زندگی ہے جو ہے اور آخرت میں نہیں اُٹھایا جائے گا، بہت بے خوف اور بہت لالچی اور بہت ظالم۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بہت بڑے صحابی ہیں شروع میں اِسلام لے آئے اِنہیں تکلیف پہنچائی جاتی تھی اَنگاروں پر لٹایا گیا اور اِن کی کمر میں اَنگارے دھنس گئے چربی نکل آئی، تو وہ لوہے کا کام کرتے تھے لوہار تھے، خاندان کے لحاظ سے تو کوئی چیز نہیں وہ تو پیشہ ایک بن جاتا ہے تو اِنہوں نے عاص اِبن وائلِ سہمی کی فرمائش پر اُسے کچھ سامان بنا کے دیا لوہے کا پھر اُس کے پاس گئے پیسے لینے وہ ٹلاتا رہا، یہ نہیں کہ پیسے تھے نہیں دے نہیں سکتا تھا بلکہ بڑا آدمی تھا اور بڑا با اَثر تھا بلکہ یہ کہ جیسے مزدُوری

ٹلانی ہوتی ہے، حضرت خباب رضی اللہ عنہ تو بہرحال مزدور ہی تھے، یہ عاص اِبن وائلِ سہمی جو تھے یہ حضرت عمرو اِبن عاص رضی اللہ عنہ جو بہت معروف صحابی ہیں اُن کے باپ تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دوست تھے۔

مذہب کیوں بدلا ؟ :

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوگئے تو اِن کے گھر پر چڑھائی کردی کفار نے، گھیراؤ یا چڑھائی اِس طرح کی چیزیں پہلے بھی تھیں مگر وہ چڑھائی تھی گھیراؤ نہیں تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ جو چھوٹے سے بچے تھے اُس وقت، وہ نقل کرتے ہیں کہ میں اُوپر تھا چھت پہ دیکھ رہا تھا بہت لوگ جمع ہیں مجمع بہت بڑا جمع ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے بس جیسے تھے کچھ نہیں کر سکتے تھے تو اِتنے میں ایک شخص آیا اُس کا حلیہ بتایا بڑا اعمدہ لباس، لباس کی بھی اُنہوں نے کیفیت بتائی کہ یہ یہ چیزیں تھیں ایسے تھا ایسے تھا وہ آیا اور اُس نے آکے اُن کو سمجھایا اور اُنہیں کہا کہ دیکھو میں اُن کا دوست ہوں حمایتی ہوں، تو تم لوگ ایسی کوئی چیز نہیں کر سکتے بس اُس کا یہ کہنا تھا کہ لوگ چھٹ گئے یہی عاص اِبن وائل تھا، مطلب یہ ہے کہ بڑا با اَثر اور بڑا سمجھدار اور غریب نہیں متمول۔

''این جی اَوز'' والا جبر :

مگر اُنہیں پیسے دیتے وقت تنگ کرنا یہ کوئی خاص بات تھی ہی نہیں اور پھر یہ تو مسلمان تھے اِن سے تو چڑ تھی اُن کو تو جب اِنہوں نے تقاضا کیا تو آخرت پر اُس کا اِیمان تھا ہی نہیں تو وہ کہنے لگا کہ میں تو دُوں گا جب تم محمد ﷺ سے اَلگ ہوجاؤ حَتّٰی تَکْفُرَ بِمُحَمَّدٍ اُن کا اِنکار کرو، نبوت کا جو اِقرار کر رکھا ہے اِس سے تم پھر جاؤ پھر تو میں تمہیں پیسے دُوں گا ورنہ نہیں دُوں گا، ممکن ہے سامان یا مال زیادہ تیار کرا رکھا ہو، تو اِیمان کے تو بہت زیادہ پختہ تھے اِنہوں نے کہا نہیں یہ تو ممکن ہی نہیں ہے حتی کہ جب مرے گا تو پھر زندہ ہوگا تو اُس وقت تک بھی یہ ممکن نہیں حَتّٰی تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ [1] اُس نے کہا کہ اچھا کیا میں مروں گا تو پھر زندہ بھی ہوں گا ! اِنہوں نے کہا کہ ہاں زندہ تو ہوگے۔

---

[1] بخاری شریف کتاب الاجارۃ رقم الحدیث ۲۲۷۵

مرنے کے بعد پھر زندگی :

اور بہت زیادہ قرآنِ پاک میں اِس کی تاکید ہے جگہ جگہ تذکرہ ہے کہ دوبارہ اُٹھائیں گے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مشکل نہیں ﴿اَللّٰہُ یَبْدَاُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ ﴾ پیدا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ پھر دوبارہ ﴿وَھُوَ اَھْوَنُ عَلَیْہِ ﴾ اور اللہ کے لیے سب آسان ہے۔ اور دِن رات دیکھتے ہیں کہ ایک چیز پیدا ہوتی ہے وہ کھالی جاتی ہے فنا ہو جاتی ہے یا بیج جو آپ ڈالتے ہیں وہ بھی تو مٹی میں ڈال دیتے ہیں فنا ہی ہو جاتا ہے یہ اَلگ بات ہے کہ وہ نکل آئے نہ نکلے تو فنا ہی ہو گیا اُس کی وہ شکل تو پھر نہیں رہتی وہ تو اور نئی چیز بن کر نکلتا ہے پھر اُس میں سے ہی وہ چیز پھر پیدا ہوتی ہے جو اُس کی اَصل تھی پھر گیہوں نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں بہت جگہ قیامت کا، بعثت کا دوبارہ اُٹھنے کا یہ ذکر فرمایا حشر ونشر اور حساب تاکہ جو کچھ کرتا ہے اُس کا بدلہ دیا جا سکے اُسے ﴿ لِتُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰی ﴾

اُس (عاص بن وائل) نے کہا کہ اچھا ایسے ہوگا ! اِنہوں نے جواب دیا کہ ایسے تو ہونا ہے اُس نے کہا اچھا جب میں دوبارہ زندہ ہوں گا تو وہاں میرے پاس ظاہر ہے کہ یہ جو مال میں چھوڑ کر جاؤں گا یہاں جمع کیا ہوا یہ بھی ہوگا، میری اَولاد بھی ہوگی وہاں تو میں پھر اُس وقت وہاں تمہیں دے دُوں گا غرض پیسے نہیں دیے یہ ہے اور اُس میں ہے کہ اِس طرح سے مجھے اَولاد ملے گی ﴿لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا﴾ سورۂ طٰہٰ کے آخر میں یہ آیتیں جو اُتری ہیں یہ اِسی کے بارے میں ہیں اِسی واقعہ پر اِسی سوال وجواب پر اُتری ہیں تو ایک طبقہ تو وہ ہے جو آخرت پر اِیمان نہیں رکھتا تھا وہ پہلے بھی پایا جاتا تھا۔

''دہر'' کو خدا قرار دینا :

ایک طبقہ وہ ہے کہ جو زمانے کو بس خدا مانتے ہیں ''دَہریے'' جنہیں کہتے ہیں وہ بھی پہلے تھا یہ نیا نہیں ہے اور ﴿مَا یُھْلِکُنَا اِلاَّ الدَّھْرُ وَمَا لَھُمْ بِذٰلِکَ مِنْ عِلْمٍ ﴾ لیکن یہ سب بعد کی پیداوار ہیں اور سب کے جواب میں اَنبیائے کرام ہر جگہ آتے رہے ہیں اور اُن کو غلطیاں بتلاتے رہے ہیں اور صحیح عقیدہ بتلاتے رہے ہیں۔ یہ عقائد جو ہم تک پہنچے ہیں اِسلام میں محفوظ ہیں مکمل حالت میں محفوظ ہیں،

باقی مذہبوں میں بھی پائے جاتے ہیں، اہلِ کتاب یہود ہوں نصاریٰ ہوں اور ہندوؤں میں بھی جن کے یہاں وہ کوئی کتاب نازل ہوئی ہے اور اِن کو مغل دور میں تو کچھ علماء نے فتوی دیا تھا کہ یہ اہلِ کتاب ہی ہیں ہندو جو ہیں کیونکہ اِن کی ''وید'' یا اور چیزیں اِس طرح کی جو ہیں اُن کی وجہ سے اُنہوں نے کہا یہ بھی کوئی اہلِ کتاب ہیں حالانکہ یہ حقیقی طور پر معلوم نہیں کہ وہ کسی نبی کی کتاب ہے یا کسی صوفی یا مصلح کی تصنیف ہے، کوئی پتہ اُس کا ایسے نہیں، سند متصل نہیں کوئی، تو نا تمام حالت میں تو بہت مذاہب میں ملتی ہیں چیزیں وہ اِسلام کی تعلیمات سے ملتی جلتی اور نامکمل حالت میں ہیں، مکمل حالت میں اِسلام میں ہیں۔

تو اُس دَور کا ایک طبقہ ایسا تھا جو یہ کہتا تھا ﴿نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا یُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ﴾ بس یہ زندگی اور موت جو بھی ہے وہ یہی ہے اور یہ بھی ہے اِس میں کہ کہتے تھے یہ پرانی باتیں چلی آرہی ہیں ہمیں اور ہمارے ماں باپ سے یہ وعدے کیے جاتے رہے ہیں ﴿لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ﴾ اُنہوں نے اِن چیزوں کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ تو یہ طبقہ پہلے بھی تھا درمیانِ دور میں بھی رہا ہوگا اور اَب بھی ہے جو آخرت پر اِیمان نہیں رکھتے۔

''کیمونزم'' کی بنیاد ''نفی'' پر ہے :

یہ ''کیمونزم'' جو ہے اِس کی بنیاد نفی ٔ خدا پر ہے، سوشل اِصلاحات اور نفی ٔ خدا، جو کچھ ہے وہ سب ہم ہی ہیں اور ہم ہی کچھ کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں وہ ہوتا ہے وغیرہ، ایسے خیالات اور ایسے اَفکار اُن کے ہیں تو یہ دَور اور یہ چیزیں پہلے بھی تھیں عقائد میں، اِسلام نے اُن کی نفی کر دی۔

اِس دُنیا کے بعد :

اَب اِسلام نے بتادیا کہ آخرت بھی ہے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ بھی ہونا ہے بلکہ زندگی فورًا شروع ہوجاتی ہے اور وہ دُوسری زندگی ہے اور اُس میں اچھائی یا برائی اِنسان کے ساتھ فورًا ہونے لگتی ہے یا جنت کی طرف اور اُس کے آثار یا معاذ اللہ نار اور اُس کے آثار جو بھی چیزیں ہیں وہ، اور قبر سے ہی شروع ہوجاتی ہیں یعنی بس ختم ہوا اور اُس کے بعد۔ کسی کو جلا بھی دیا جائے تو بھی کوئی حرج

نہیں ہے وہ تو اَجزاء ہیں اُس کے، اَب تو آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے، ایک ایٹم جو ہوتا ہے اُس میں کیا کیا طاقتیں بھری ہوئی ہوتی ہیں تو جلنے کے بعد جو اَجزاء ہیں اُس کے جسم کے اُن میں سے کسی جز سے حیات ڈال کر سوال کیا جاسکتا ہے۔

یہاں آنے سے پہلے :

اور اپنی پیدائش کی طرف (اِنسان کو) توجہ دِلائی اور جگہ جگہ ہے ﴿خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ﴾ ﴿مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ﴾ اور ﴿مِنْ نُّطْفَةٍ﴾ اور ﴿خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ﴾ اور پھر اِس طرح سے ﴿عَلَقَةٍ ثُمَّ مُضْغَةٍ﴾ اور حدیث شریف میں مزید اُس کی تشریحات آئیں کہ اللہ تعالیٰ اِس طرح سے پیدا فرماتے ہیں اور جو فرشتہ مؤکّل ہوتا ہے مامور ہوتا ہے وہ پوچھتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ سے کہ اَب اِتنا اَب اِتنا اَب اِتنا، اَب یہ مذکر ہوگا یا مؤنث ہوگا اور شَقِیٌّ اَمْ سَعِیْدٌ یہ بد بخت ہوگا یا نیک بخت تو وہ سب یُکْتَبُ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ (اپنی ماں کے پیٹ میں لکھ دی جاتی ہیں) اِس طرح کی تعلیمات جب دیں اور اِنسان کو پتہ چلا کہ دُنیا نہیں آخرت بھی ہے اور آخرت میں اِتنا ہے کہ جو دُنیا میں نہیں ہے اور یہ جو دُنیا میں ہے یہ عارضی ہے قطعی طور پر اور یہ بالکل ناقابلِ اِعتبار ہے ....تو پھر اُس میں شیطان کو دخل ہونا شروع ہوگیا، حدیث شریف میں آتا ہے کہ اِنَّ لِلشَّیْطَانِ لَمَّةً بِابْنِ آدَمَ وَ لِلْمَلَکِ لَمَّةٌ شیطان بھی اِسی طرح سے نزول کرتا ہے اِنسان پر یا ویوز (waves) پھینکتا ہے اپنی چیز کو اُتارتا ہے اُس کے دِل میں اور فرشتہ بھی اِسی طرح، یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِنسان کو اُسی کے حوالے کردیا نہیں، مدد بھی فرمائی تو یہ جو شیطانی چیزیں ہوتی ہیں اور وساوس ہوتے ہیں وہ پیچھے کی طرف چلے جائیں کہ کس نے پیدا کیا ؟ پھر کس نے ؟ پھر کس نے ؟ یا آگے کی طرف چلے جائیں پھر کیا ہوگا ؟ پھر کیا ہوگا ؟ پھر کیا ہوگا وغیرہ ؟ اِن کو فرمایا گیا یہ کوئی گھبرانے کی چیز نہیں یہ اِیمان کی علامت ہے۔

اور اِس کا علاج بتایا گیا کہ فَلْیَنْتَہِ وہاں رُک جائے دُوسرے کام میں لگ جاؤ اور یہ بھی علاج بتایا گیا کہ فَالْیَسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اعوذ باللہ کہہ لے اور ویسے ایک حدیث شریف کی کتاب ہے اَبوداؤد شریف اُس میں میں دیکھ رہا تھا تو اُس میں علاج ایک اور ہے جو بہت آسان سی آیت ہے ﴿هُوَ الْاَوَّلُ

وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْ ءٍ عَلِیْمٌ﴾ کہ یہ کہہ لیا کرو اِس کو پڑھ لیا جائے ترجمہ دیکھ لیا جائے یہ سورۂ حدید کی ہے ستائیسویں پارے میں یہ پڑھ لینا یہ بھی وساوس کا علاج ہے۔

تو ''ماضی'' کیا ہے ؟ غور کرتے جائیں ! اِنتہا تک پہنچ ہی نہیں سکتے عقل وہاں رُک جائے گی اور ''مستقبل'' کیا ہے ؟ یہاں بھی اِسی طرح عقل تھک جائے گی۔ذاتِ باری تعالیٰ جس کی وحدت پر اِیمان ہے کہ وہ ایک ہے، اور ایک ہی پر جا کر رُکتی ہے چیز، اُس پر اِیمان ہے وہاں بھی عقل جواب دے جاتی ہے۔

عقل سے بالا اُمور کے لیے اَنبیاء کو بھیجا گیا :

تو جن چیزوں میں ایسی چیز تھی کہ جو سمجھ سے باہر تھی وہاں اَنبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام بھیجے گئے اُنہوں نے تعلیم دی سمجھایا بتلایا رہبری کی ،اَب اُس میں وسوسے آجاتے ہیں جب وسوسے آتے ہیں پھر اُس کا علاج یہ ہے کہ اِس طرح سے رُک جائے کسی اور کام میں لگ جائے چھوڑ دے کیونکہ ماوراء العقل ہے اور جو چیز عقل سے پرے ہے اُس پر عقل کی روشنی پہنچ نہیں سکتی وہاں تک پہنچ نہیں ہوسکتی اِس دُنیا میں، ہاں اِس دُنیا سے جب نکل جائے اور (خالص) رُوحانی دَور شروع ہو تو وہ رُوحانی پہنچ الگ بات ہے، باقی عقلی مادّی (چیز کی اِتنی رسائی) نہیں ہوسکتی۔

تو آقائے نامدار ﷺ نے علاج بتایا کہ لگ جائے دُوسرے کام میں اور چھوڑ دے، ذہن دُوسری طرف لگالے۔لیکن اگر کسی کو دُعائیں آسکتی ہیں تو پھر دُعائیں بھی بتادیں اُس کے لیے اَعوذ باللہ پڑھ لے اور تیسری چیز یہ آیت مثلاً ﴿ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمٌ ﴾ یہ کہہ لینا بھی وساوس کا علاج ہے، یہ کہہ لے اور پھر دُوسرے کام میں لگ جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو غیر متزلزل اِیمان عطا فرمائے اِیْمَانًا لَا یَرْتَدُّ وَنَعِیْمًا لَا یَنْفَدُ وَقُرَّۃَ عَیْنٍ لَا تَنْقَطِعُ . آمین۔اِختتامی دُعا.........

علمی مضامین سلسلہ نمبرا

آفاقی دین .... صرف اِسلام

﴿ حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

"خانقاہِ حامدیہ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تاحال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

﴿ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ﴾ (اعراف : ۱۵۸)

کَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلٰی ھِرَقْلَ عَظِیْمِ الرُّوْمِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ (بخاری)

سیّد الانبیاء فخرِ موجودات محمد رسول اللہ ﷺ نے شہنشاہِ رُوم (ہرقل) کو لکھا تھا

" اِسلام لے آؤ ہر طرح کی سلامتی پالو گے "

آپ نے تحریر فرمایا اِس بنیادی اُصول کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان ایک طور پر تسلیم شدہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں کسی کو اُس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے ایک اِنسان دُوسرے اِنسان کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرے کہ گویا خدا کو چھوڑ کر اُسے اپنا پروردگار بنا لیا ہے۔

کیا اِسلام ایک فرقہ ہے :

اِنصاف پسند شریف اِنسانوں کی عدالت میں بہت سے مقدمے پیش ہوتے ہیں اور اِنصاف حاصل کرتے ہیں آج ہم لفظ '' اِسلام'' کا مقدمہ پیش کر رہے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ ہم اِنصاف حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گے۔

شکوہ :

بہت بڑا ظلم یہ ہے کہ جو لفظ اِس لیے منتخب کیا گیا تھا کہ فرقہ واریت گروہ بندی اور قوم پرستی کے مقابلہ میں اَمن، سلامتی، میل جول اور شانتی کی عملی تصویر دُنیا کے سامنے پیش کرے، اِس کو فرقہ وارانہ لفظ سمجھ لیا گیا ہے اور گروہ پرستی، دھڑے بندی کا وہ بہتان اِس پر تھوپا جا رہا ہے جس سے اِس کی پاک فطرت ہمیشہ گھن کرتی رہی ہے۔

''مسلم'' کی جگہ اگر ماننے والے، مان جانے والے، گردن جھکا دینے والے کا لفظ اِستعمال کریں (کیونکہ لفظ مسلم کے یہی معنی ہیں) تو ہم '' اِسلام'' کے اَصل مطلب اور منشاء سے زیادہ قریب ہو جائیں گے اور اِس کی فطرت کی جھلک ہمارے سامنے آجائے گی۔

اِسلام کیا ہے :

'' اِسلام'' پوری دُنیا اور دُنیا کی تمام حقیقتوں میں یعنی پوری کائنات میں ایک قانون جاری ہے اِس کو '' قانونِ فطرت'' کہا جاتا ہے اِس قانون کے کچھ تقاضے ہیں، کچھ نتیجے ہیں، اِس کا ایک پس منظر اور بیک گراؤنڈ ہے، اُس پس منظر (بیک گراؤنڈ) کو اور اِس کے تقاضوں اور نتیجوں کو مان لینا اور اُن کے سامنے گردن جھکا دینا '' اِسلام'' اور اُس سے اِنحراف و اِنکار '' کفر'' ہے۔

سچائی ایک ہی ہے اور ہمیشہ ایک ہی رہی گی کیونکہ قانونِ فطرت ایک ہی ہے وہ اَٹل ہے اُس کا بیک گراؤنڈ اَمٹ ہے اِس قانون کے تقاضے اور اُن کے نتیجے ہمیشہ یکساں رہے ہیں اور یکساں رہیں گے لہٰذا جو حقیقت اور حق (سچ) ہے وہ بھی ایک ہی رہا ہے اور ایک ہی رہے گا اور سب کے لیے

ایک ہی رہے گا ، یہ سچائی دھرم ہے جس کو عربی میں ''دین'' کہا جاتا ہے یہی دین قرآن کے الفاظ میں ''اِسلام'' ہے ﴿ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ﴾

نبی اور پیغمبر :

اِسی سچائی کو پھیلانے کے لیے ناسمجھوں کو سمجھانے اور ہٹ دھرموں پر حجت تمام کرنے کے لیے خدا کے وہ پاک بندے آئے جن کو رسول، پیغمبر، پروفٹ، رشی یا منی کہا جاتا ہے جن کو ہر فرقہ ہر قوم اور دُنیا کی ہر ایک اُمت اور ملت تسلیم کرتی ہے مگر جس طرح قدرت نے دامنِ نور کی سلوٹوں میں اَندھیری لپیٹ دی ہے، پھلوں اور پھولوں کی کروٹوں میں کانٹے اور جھاڑ لگا دیے ہیں اِسی طرح سچائی کے مقابلہ میں غرور، تکبر اپنی بڑائی، خود غرضی، من کی چاہ، لالچ، دَھن دولت اور پرانی ریت کی ناپاک محبت، لکیر کے فقیر بنے رہنے کی عادت اور اِس طرح کی خراب خصلتوں کے کانٹے بھی بو دیے اور اِس طرح کی اَندھیریاں بھی پیدا کر دیں جو اپنے اپنے وقت پر اُبھریں اور پھیلیں جنہوں نے سچائی کے پاک وصاف نور کو دُھندلا کر دیا اور وہ حق و سچ جو سب جگہ اور ہر حال میں یکساں تھا اُس کو نسل، جغرافیہ یا رنگ ورُوپ کے گھروندوں میں بند کر کے اُس کا حلیہ بگاڑ دیا مثلاً

اِسرائیل (یعقوب علیہ السلام) کی اَولاد نے (جن کو بنی اِسرائیل کہا جاتا ہے) سچائی اور حق کو اپنی گھر کی جاگیر بنا لیا، اُس کی تمام برکتیں بنی اِسرائیل کے لیے مخصوص کر دیں۔

یہودا (یعقوب علیہ السلام کے بڑے لڑکے) کے نام پر یہودیت کا ایک ڈیزائن تیار کیا اور اُسی کو سچائی کی کسوٹی اور نجات کا پروانہ قرار دے دیا۔

عیسائیوں نے اِن کے مقابلہ میں کسی قدر وسعتِ نظر سے کام لیا، سچائی کو خاندان کے گھروندوں میں بند نہیں کیا مگر اپنے مذہب کا نام عیسائیت اور مسیحیت رکھ کر سچائی اور نجات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات اور اُن کی شخصیت کے ساتھ اِس طرح جوڑ دیا کہ اُصول پرستی اور حق شناسی ختم ہوگئی یا ایک ضمنی او ذیلی چیز بن کر رہ گئی اور لازمی طور پر دھڑے بندی اور فرقہ پرستی کا بیج اِنسانیت

کی کھیتی میں بویا گیا۔

لیکن اِن گروہ پرستوں اور دھڑے بندیوں سے بلند ایک اور چیز بھی ہے جس کا نام ''اِنسانیت'' ہے جس کی تفسیر ہے اُصول پسندی، شرافت، رحم وکرم، عدل و اِنصاف اور اَعلیٰ اَخلاق کو عملی جامہ پہنانا، جو ایسی بلند و بالا ذات کی طرف رہنمائی کرتی ہے جو اِنسان اور اِنسانیت کا خالق اور پرورد گار اور تمام کائنات کا رب اور مالکِ حقیقی ہے۔ اِس اِنسانیت کا فیصلہ ہے کہ اِنسان اپنے رب کے سامنے گردن جھکائے، اُس کی بڑائی کا سکہ دِل اور دماغ پر جمائے، اُس کے اِحسانات کو پہچانے اور شکر گزار بنے۔

یہ اِنسانیت رنگ نسل اور جغرافیہ کی حد بندی سے آزاد ہے، ہر ایک اِنسان میں مشترک ہے وہ صرف اُس کو نظروں سے گراتی ہے جو اپنے آپ کو اِنسانیت سے گرائے جو اِنسانیت کے تقاضوں کو پامال کرے اور خود اپنے ہاتھوں ذلیل ہو۔

یہ اِنسانیت مرد اور عورت کا صرف وہی فرق قبول کرتی ہے جو قدرت نے اُن کی فطرت میں رکھ دیا ہے یہ فرق کمزوری اور نزاکت کا فرق ہے جو لازمی طور پر صنفِ نازک (عورت) کو رحم، مہربانی اور ناز برداری کا حقدار قرار دیتا ہے یہ فرق عورت کو ذلت خواری یا اِنسانی زندگی کے کسی شعبہ میں پسماندگی کا مستحق نہیں بناتا۔

یہ اِنسانیت اُس غرور سے نفرت کرتی ہے جو دولت، سرمایہ یا حکومت اور اِقتدار کی وجہ سے پیدا ہو۔ وہ ہر ایک دولت مند (پونجی پتی) اور ہر ایک صاحب اِقتدار سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اچھی طرح پہچان لے کہ اَوّل اور آخر وہ اِنسان ہے، اِنسانی برادری کا ایک فرد ہے، اِس کے بعد وہ اِس کا اِعتراف کرے کہ جو دولت اُس کے ہاتھ میں ہے یا اِقتدار کی جس کرسی پر وہ رونق اَفروز ہے وہ محض قدرت کا اِحسان اور اُس کا اِنعام اور فضل وکرم ہے جس کی بناء پر اُس کا فرض ہے کہ وہ اِنسانوں کا ہمدرد، اِنسانیت کا خادم اور اپنے پیدا کرنے والے کا اِحسان ماننے والا اور شکر کرنے والا بنے، نہ یہ کہ وہ ظالم، جابر، خود غرض، ذخیرہ اَندوز، لالچی اور بخیل بن کر دولت کی تجوریوں پر اَژدھے کی طرح کنڈل

مار کر بیٹھ جائے۔

اِس اِنسانیت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنوں، پرایوں، رشتہ داروں، پڑوسیوں، محلّہ داروں اور اہلِ شہر کا حق پہچانے اور جس کا جو حق ہو اُس کو اَدا کرنے کے لیے مستعد اور سرگرم رہے۔

اِس انسانیت کا تقاضا ہے کہ وہ چاند، سورج، آسمان و زمین، اِنسان و حیوان غرض دُنیا کے اِس کارخانے کو عبث اور بیکار نہ سمجھے۔ خود اپنے نفس کو آزاد، منہ چُھٹ، بے لگام نہ قرار دے بلکہ یہ یقین کرے کہ اُس کا ہر فعل و عمل اور ہر ایک قول ایک تخم ہے اور جس طرح گندم سے گندم اور جو کے بیج سے جو ہی پیدا ہوتا ہے اِسی طرح اُس کے عمل و قول کا وہ نتیجہ لازم طور پر رُونما ہوگا جو قدرت نے اُس عمل کے لیے مخصوص کر دیا ہے جو خود اُس پر اور اُس کے اَنجام اور مستقبل پر اَثر ڈالے گا۔

پس تقاضاءِ اِنسانیت یہ ہے کہ اِنسان اپنے ہر ایک عمل اور اُس کے نتیجے پر نظر رکھے اور کسی وقت بھی پاداشِ عمل سے غافل نہ ہو۔

اِنسانیت کی یہ وہ تفسیر ہے جس سے دُنیا کا کوئی مذہب اور سنجیدہ اِنسان اِنکار نہیں کر سکتا۔

آپ یقین فرمائیے اِسی انسانیت کا دُوسرا نام ''اِسلام'' ہے جو اِس اِنسانیت کے تقاضے ہیں وہی اِسلام کے فرائض ہیں۔ یہ اِنسانیت جن باتوں اور جن تقاضوں کا مطالبہ کرتی ہے وہی بعینہٖ اِسلام کے مطالبات ہیں۔

اِنسانیت کے تقاضے آپ پہلے پڑھ چکے ہیں اَب اِسلام کے مطالبات ملاحظہ فرمائیے :

مطالباتِ اِسلام :

(۱) اِسلام کا پہلا مطالبہ یہ ہے کہ اِنسان اُس ہستی کا اِعتراف و اِقرار کرے جس نے اِس پورے عالم کو پیدا کیا اور اِس کا وہ قانون بنایا جس کو ''قانونِ قدرت'' اور ''فطرت'' یا ''نیچر'' کہا جاتا ہے۔

(۲) پھر اگر آپ قانونِ قدرت میں ''اصولِ اِرتقا کو'' تسلیم کرتے ہیں تو آپ کا اَخلاقی اور اِنسانی فرض ہے کہ آپ یہ بھی مانیں اور تسلیم کریں کہ خود آپ کا عمل اور کردار بھی قانونِ اِرتقاء سے آزاد

نہیں ہے۔ اچھا کردار ترقی کر کے جنت اور سُورگ کی نعمتوں کی شکل اِختیار کرے گا اور برا عمل و کردار قدرتی اِرتقاء کے ساتھ نرک اور دوزخ کی مصیبت بن جائے گا۔

(۳) اِسلام اُس ہستی کا جو خالقِ کائنات ہے اِس طرح تعارف کراتا ہے کہ وہ رب العالمین اور الرحم الراحمین ہے کائنات کے تمام طبقوں کا پیدا کرنے والا پالنے اور پوسنے والا، تمام مہربانوں میں سب سے زیادہ مہربان، تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا یعنی اِنسان اور اُس کے خالق اور مالک کا باہمی رشتہ محبت اور رحم و کرم کا رشتہ ہے وہ پروردگار ہے یہ پروردہ، وہ پالنے والا ہے اور یہ ایسا پالتو (پلا ہوا) کہ جب اُس کا وجود ایک جرثومہ (کیڑے) کی شکل میں نہایت مہین اور حقیر تھا[1] جو ایک ایسی وہمی سی چیز تھا جس کا نظر آنا بھی مشکل تھا، تب سے ہی اِس کی پرورش شروع ہوئی، اُس وقت سے مناسب غذا فراہم کی گئی، اُس کی ضروریات کی ذمہ داری لی گئی اور اِس محبت، شفقت، دانشمندی اور ایسی بے نظیر ہنر مندی کے ساتھ کہ ممکن نہیں ہے کہ عالمِ وجود میں اِس کی کوئی نظیر کہیں مِل سکے۔ اِس کی ایک مثال یہ ہے کہ جیسے ہی اُس کی وِلادت ہوئی اُس کے لیے مناسب غذا کا اِنتظام اِس طرح کر دیا گیا کہ کسی بھی زحمت اور محنت کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

دیکھئے ! ماں کی مامتا بے چین ہو کر بڑی محبت سے اُس ننھے بچے کو چھاتی سے لگاتی ہے اُس محبت اور پیار کے وقت جہاں اُس کا منہ رہتا ہے، ٹھیک اُسی مقام پر قدرت نے دُودھ کے دُھنے (کوزے) بھر کر رکھ دیے ہیں، یہ ننھا سا بچہ کچھ نہیں جانتا تھا کسی چیز کی اُس کو خبر نہیں تھی مگر قدرت نے اُس کو پیدائش کے ساتھ ہی یہ سکھا دیا تھا کہ کس طرح ماں کے دُودھ کو منہ میں لے اور کس طرح اُس کو چوس کر دُودھ نکالے اور پیٹ میں پہنچائے جہاں وہ خود کار مشین کام کر رہی ہے جو اُس دُودھ کو چھان کر صاف کر کے پکاتی ہے جس کی اسٹیم جان کا کام دیتی ہے اور جس کے مدبَر شدہ اور صاف کردہ اَجزاء تن بدن کا جز بن جاتے ہیں۔

(۴) ہمیں اِس بحث کی ضرورت نہیں ہے کہ اِنسان کی پیدائش کس طرح ہوئی، وہ پہلے سے

[1] جو قطرہ (نطفہ) کا بہت ہی اَدنیٰ سا جز تھا۔

اِنسان تھا یا بندر سے اِنسان بنا۔ اِسلام جو تصور پیش کرتا ہے اور جس عقیدہ کی تعلیم دیتا ہے وہ یہ کہ رنگ و نسل کے جملہ اِمتیازات اور جغرافیہ کی تمام حد بندیوں سے بالا ہو کر یہ تسلیم کرو کہ تمام اِنسان ایک ماں باپ کی اَولاد ہیں۔ (قرآنِ حکیم سورۂ حجرات آیت ۱۳)

اُن کا آپس میں ایک ہی رشتہ ہو سکتا ہے یعنی اُخوت، بھائی چارہ اور مساوات۔

(الف) دُنیا کے دانشوروں نے اِنسان کی تفسیر یہ کی تھی کہ وہ ''حیوانِ ناطق'' ہے یعنی تمام حیوانات اور جانوروں کی طرح وہ بھی ایک جاندار جس کی خصوصیت صرف یہ ہے کہ اِس میں تحقیق و تفتیش اور ریسرچ کی قوت بھی ہے جو اور حیوانات میں نہیں ہے۔ اِسلام اِس تعریف کو اِنسان اور اِنسانیت کے لیے عار سمجھتا ہے وہ یہ توہین گوارا نہیں کرتا کہ اِنسان کو بھی شیر بھیڑیے یا اُونٹ اور ہاتھی کی طرح ایک جانور کہا جائے وہ کہتا ہے کہ ''اِنسان'' بہت اُونچی حقیقت ہے ایسی اُونچی حقیقت جو بحر و بر، صحراء و سمندر، خشکی اور تری کی تمام مخلوق سے زیادہ باعزت اور واجب الاحترام ہے۔ (بنی اِسرائیل: ۷۰)

(ب) ایسی اُونچی حقیقت کہ نہ صرف بحر و بر بلکہ پوری فضاء اور فضا سے اُوپر بھی کوئی مخلوق ہے تو اُن سب پر اِس کو اِقتدار بخشا گیا ہے، وہ جس کو چاہے مسخر کر سکتا ہے جس کو چاہے اپنے کام میں لا سکتا ہے۔ (سورۂ جاثیہ آیت ۱۳۔ سورۂ لقمان آیت ۳۰)

(ج) ایسی اُونچی حقیقت کہ وہ خلیفۃ اللہ فی الارض ہے یعنی اِس تمام کائنات کے خالق اور مالک نے اُس کو اِس تمام مخلوق پر جس کا تعلق زمین کی دُنیا سے ہے اپنا نائب بنایا ہے اور اُس کو اِس تمام مخلوق پر مالکانہ تصرف کا اِختیار دیا ہے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۳۰۔ سورۂ لقمان آیت ۲۰)

(د) ایسی اُونچی حقیقت جس سے بلند صرف خالقِ کائنات اور پیدا کرنے والے کی ذات ہے لہٰذا وہ صرف اُسی ایک ذات کا پرستار ہوگا اُس کے علاوہ اگر کسی اور کی پرستش کرتا ہے تو وہ خود اپنی توہین کرتا ہے کہ اپنی عظمت اور بڑائی کو ذلت کے گڑھے میں ڈال لیتا ہے۔ (سورۂ حج آیت ۳۱)

(۵) عورت بھی اِنسان ہی ہے وہ بھی اُسی عظمت کی مستحق ہے مرد اور عورت میں فطرت نے ایک فرق رکھا ہے جس کی وجہ سے اُس کو ''صنفِ نازک'' کہا جاتا ہے یعنی اِنسان کی وہ شاخ جو اپنی

فطرت میں کمزور ہے مگر اِس کمزوری کی بنا پر اُس کو حقیر اور ذلیل نہیں کہا جا سکتا بلکہ مرد پر لازم کیا جائے گا کہ اُس کی حفاظت کرے اُس کی ضروریات کا ذمہ دار بنے۔ (سورۂ نساء آیت ۳۴)

اِس کمزوری کی بناء پر وہ مستحق نفرت نہیں بلکہ مستحقِ شفقت، مستحقِ رحم، دلداری اور ایسی رفاقت کی مستحق ہے کہ آپ اُس کی پوشاک ہوں اور وہ آپ کی پوشاک ہو۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۸۷)

اُس کی کمزوری کی بناء پر وہ کسی حق سے محروم نہیں کی جا سکتی بلکہ اُس کے بھی اِسی طرح حق ہیں جس طرح مردوں کے حق عورتوں پر ہیں۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۲)

(٦) اِسلام رحم و کرم کا ایک وسیع تصور پیش کرتا ہے اور صرف اِنسانوں ہی پر نہیں بلکہ ہر جاندار پر رحم کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اُس کا اِصرار ہے کہ اگر تم اپنے لیے قدرت کی رحیمانہ فیاضیوں کو ضروری سمجھتے ہو تو اُس کا گُر یہ ہے کہ تم رحمت کی بارش دُوسروں پر کرو، تم خلقِ خدا کے لیے پیکرِ رحمت بن جاؤ، معاف کرو، درگزر کرو، کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا کو تم کو معاف کرے۔ (سورۂ نور آیت ۲۲، ۲۴)

اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ . (مشکوۃ شریف : ۴۹۶۹)

'' زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔''

(٧) اِسلام نے بار بار اِعلان کیا ہے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو اُس کا اِمتحان یہ ہے کہ تم خلقِ خدا سے محبت کرو اُس کے لیے اپنی ہمدردی کا دامن پھیلاؤ اور یہ سمجھو کہ یہ تمام مخلوق جو تمہارے سامنے ہے اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اُس کا پروار اور کنبہ ہے۔

اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ (مشکوۃ : ۴۹۹۸)

''اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب (اور پیارا) وہ ہے جو اُس کے کنبے (پروار) پر اِحسان کرے۔''

(٨) اِسلام نے ذات برداری کے اِمتیاز پر کاری ضرب لگائی۔ اُس نے بڑے زور سے اور پوری مضبوطی سے اِعلان کیا کہ تمہیں اِس پر ہرگز غرور اور گھمنڈ نہ کرنا چاہیے کہ علماء فضلاء یا نبی اور رسول تمہاری برداری اور تمہاری سرزمین ہی میں آئے ہیں، دُنیا کی کوئی اُمت ایسی نہیں ہے جس میں نیک اور

پاکباز اِنسانیت کے سچے خادم اور خدا کے مقبول بندے نہ گزرے ہوں۔

ہر ایک اُمت (اِنسانی گروہ، قوم) میں نبی گزرے ہیں۔ (سورۂ فاطر آیت ۲۴)

ہر قوم کے لیے ہادی اور رہنما ہوئے ہیں۔ (سورۂ رعد آیت ۷)

(۹) یہ تمام پاکباز، خادمِ اِنسانیت، سچائی کے ماننے والے اور پھیلانے والے واجب الاحترام ہیں، اُن سب کو مانو اُن سب پر اِیمان لاؤ جس طرح محمد (ﷺ) پر لاتے ہو۔ اِسلام قطعًا برداشت نہیں کرتا کہ خدا کے کسی سچے بندے کی توہین ہو، اِسلام اِس کو کفر قرار دیتا ہے۔ (النساء : ۱۵۰، ۱۵۲)

(۱۰) اِسلام کا حکم ہے کہ تمام برگزیدہ اور مقبول بندوں کے اِحترام کے لیے سینوں کے دَروازے کھول دو تاکہ اِنسانیت کی عظمت دِلوں میں جگہ کرے، محبت اور بھائی چارہ کا رشتہ ساری دُنیا میں پھیلے اور مظبوط ہو۔ ہمہ گیر اَمن عالم کی فضا جنم لے، بڑھے اور پھولے پھلے، بھائی چارہ کے باغ میں بہار آئے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۸۵)

(۱۱) اگر تاریخی اَفسانے کسی رہنما کی صورت بگاڑ کر پیش کرتے ہیں لیکن ہزاروں لاکھوں اِنسان اُس رہنما کا اِحترام کر رہے ہیں تب بھی تمہارا فرض ہے کہ اِحترام کرنے والوں کے جذبات کا اِحترام کرو۔ آئینہ تاریخ کے مقابلہ میں اُن جذبات کے آبگینے بہت زیادہ قابلِ وقعت ہیں، کوئی ایسا لفظ زبان سے اَدا نہ کرو جس سے اُن کو ٹھیس لگے۔ (سورۂ اِنعام آیت نمبر ۱۰۸)

(۱۲) دھرم اور مذہب کا نام : ایسا کوئی بھی نام جس سے مساوات و اُخوت کی ہموار سطح پر نشیب و فراز پیدا ہو، اِسلام کے منشاء کو پورا نہیں کرتا کیونکہ اِس سطح پر جو اِنسانی شخصیت سامنے آئے گی خواہ وہ کتنی ہی مقدس اور پاک و صاف ہو کسی نہ کسی قسم کا نشیب و فراز ضرور پیدا کر دے گی۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام و موسٰی علیہ السلام بودھ[1] یا حضرت محمد ﷺ کا نام بھی قابلِ برداشت نہیں، کیوں ؟ اِن ناموں کے ساتھ شخصی، قبائلی، نسلی یا جغرافیائی اِمتیازات ضرور ملیں گے جو ہمہ گیر مساوات و اُخوت اور ہمہ گیر اِنسانیت کے دامن میں کوئی شکن ضرور ڈالیں گے۔

---

[1] بدھ مذہب کا پیرو

لہٰذا صرف وہ تعبیر قابلِ برداشت اور صحیح ہو سکتی ہے جو مساوات و اُخوتِ عام کی ہمدوش اور اِنسانیت کی طرح ہمہ گیر ہو، اِس سے اگر کوئی چیز نمودار ہوتو وہ ہے حقیقت پرستی اور حق آگاہی۔

یہ عام تعبیر کیا ہے ؟ ''ماننا'' تسلیم کرنا جس کی عربی ''اِسلام'' ہے، صداقت پر یقین و اِعتقاد رکھنا جس کا عربی نام ''اِیمان'' ہے۔ دُوسری تعبیر اگر اِس کی ہو سکتی ہے تو قدرتی مذہب اور نیچرم دھرم یعنی ''دینِ فطرت''

اِن کے علاوہ یہ بھی گوارا نہیں کہ مسلم کو ''محمڈن'' کہا جائے یہ نام اِسلام یا قرآن نے اِیجاد نہیں کیا بلکہ یہ اُن کی اِیجاد ہے جو پہلے سے اِنسانیت کی چادر کو یہودیت یا عیسائیت کی مقراض [1] سے پارہ پارہ کر چکے ہیں غالبًا اُس کی تہہ میں یہ جذبہ کام کر رہا ہے کہ جو گناہ خود اُن گروہوں اور ٹولیوں نے کیا ہے وہ زبردستی اِسلام کے سرتھوپ دیں مگر اِسلام کی تعلیم اور اللہ کا کلام اِس سے پاک دامن ہے۔

(۱۳) اِسلام جس طرح کئی نسلی یا قبائلی غرور کو برداشت نہیں کرتا اِسی طرح وہ دولت وثروت کے گھمنڈ، اِقتدار یا حکومت کی نخوت کو بھی سراسر لعنت قرار دیتا ہے، تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں نہایت اِختصار کے ساتھ اِن تین الفاظ سے اِسلام کے حقیقی رُجحانات اور اُس کی ہمہ گیر اُخوت ومساوات کا اَندازہ کیا جا سکتا ہے۔

(۱) شیطان (۲) فرعون (۳) قارون

قرآنِ حکیم نے اِن تینوں پر اِتنی لعنتیں برسائیں کہ عام بول چال میں یہ نام گالی تصور کیے جانے لگے، اِن کی حقیقت کیا ہے ؟ وہ زیر بحث نہیں ہے قرآنِ حکیم جس بناء پر اِن کو مستحقِ لعنت قرار دیتا ہے وہ تین چیزیں ہیں۔

(۱) غرورِ نسل (۲) غرورِ اِقتدار (۳) غرورِ دولت

نسلی غرور کا دیو ''شیطان'' ہے، ملوکیت کا مجسمہ ''فرعون'' اور ایسا سرمایہ دار کہ دولت وثروت کا گھمنڈ اُس کے دِل کو پتھر بنادے وہ ''قارون'' ہے۔

---

[1] قینچی

یہ تین غرور اِنسانیت کی مقدس سطح میں اُونچ نیچ اور نشیب وفراز کے گڑھے ڈال کر یکسانیت اُخوت اور مساوات کو پارہ پارہ کرڈالتے ہیں لہٰذا اِنسانیت کی نظر میں بھی مردُود وملعون ہیں، وہ خدا جو اِنسانیت کو بہترین دولت ونعمت بتاتا ہے اُس کی نظر میں بھی معتوب ومبغوض ہیں۔

(۱۴) سیاسی دُنیا کے وزراءِ اعظم جو ایٹمی بموں کی ہولناکیوں سے لرزہ براَندام ہیں، اُن کے دِلوں سے پوچھو کیا وہ مذکورہ بالا اُصول کے لیے ''رحمت'' کے سوا اور کوئی لفظ بھی تجویز کر سکتے ہیں یہی رحمت ہے جس سے سارے عالم بلکہ کائنات کے تمام عالموں کو ہمکنار کرنے کے لیے وہ آخری نبی مبعوث کیا گیا جس کا لقب رحمۃ للعالمین ہے(ﷺ) ﴿ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾

(۱۵) آخر میں ایک بات سن لیجیے ''جہاد'' کے لفظ سے دُنیا کو وحشت زدہ کر کے مسلمانوں نے نہیں بلکہ اُن کے مخالفین نے بہت کچھ پروپیگنڈا کیا لیکن یہ سارا پروپیگنڈا غلط اور ناکام ثابت ہوا کیونکہ جہاد کے جو معنٰی بیان کیے گئے اِسلام کا دامن اُن سے پاک ہے۔

جہاد کی غرض و غایت اور اُس کا دستور العمل جو قرآنِ حکیم نے بیان فرمایا یونائیٹڈ نیشنز (اقوامِ متحدہ) کا بین الاقوامی چارٹر آج تک اُس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکا۔

آزادیٔ ضمیر، آزدیٔ رائے وفکر، یہ ہے مقدس نصب العین جس کے لیے اِسلام جہاد فرض کرتا ہے ﴿ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ ﴾(سُورہ حج : ۴۰)

اگر دفاع اور ڈیفنس کا قاعدہ اللہ تعالیٰ لوگوں میں جاری نہ کرتا تو آزادیٔ ضمیر ختم ہو جاتی۔

اور گرجے، مندر، خانقاہیں، نماز وعبادت اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے سب تباہ وبرباد کردی جائیں۔

یہ ہے ڈیفنس (defence) اور دفاع کا مقصد۔ اَب اِیفنس (effence) اور اِقدام کا مقصد ملاحظہ فرمایئے :

﴿ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ﴾(سُورۃ البقرۃ : ۱۹۳)

''طاغوتی طاقتوں سے جنگ کرو یہاں تک کہ (جبر وقہر کا) فتنہ نہ رہے اور دین (دباؤ اور زور کا نہیں) بلکہ خالص اللہ کے لیے ہو جائے۔''

یعنی زیردستوں اور پسماندوں کو یہ موقع مِل سکے کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنے مستقبل اور اپنے اَنجام کے متعلق غور وغوض کر کے فیصلہ کر سکیں۔ بایں ہمہ قرآنِ حکیم میں ''جہادِ کبیر'' اُس کو کہا گیا ہے جو اَخلاقی قوت سے ہو﴿ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا﴾ (سُورۃ الفرقان : ۵۲)

اِسلامی تعلیمات.......اَمنِ عالَم کا بہترین فارمولا :

اُوپر کے صفحات میں جن تعلیمات کی طرف اِشارے کیے گئے ہیں اُن کے متعلق قرآنِ حکیم کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے اور غور فرمائیے کہ آج دُنیا اگر اَمن کے لیے بے چین ہے تو کیا اِن تعلیمات سے بہتر اور تعلیمات ہو سکتی ہیں جو اَمنِ عالم کا فورمولا بن سکیں۔

یہ بھی خیال فرمائیے کہ جو تعلیمات پیش کی جارہی ہیں قرآنِ حکیم میں اُن کو بار بار دہرایا گیا ہے اور اُن کے متعلق قدرتی مشاہدات تاریخ کے مسلمہ واقعات اور خود اِنسان کے فطری اِحساسات سے نہایت مؤثر اور بلیغ اَنداز میں اِستدلال کیا گیا ہے ہم نے تمام آیتوں کو پیش نہیں کیا بلکہ صرف ایک آیت کسی جگہ دو آیتوں کے حوالہ کو کافی سمجھا ہے۔

توحید :

''اللہ ایک ہے وہ بے نیاز ہے (کسی کی اُس کو ضرورت نہیں ہے، ہر ایک ضرورت اور اِحتیاج سے وہ پاک ہے) اُس کی اَولاد نہیں نہ وہ کسی کی اَولاد ہے، نہ کوئی اُس کا ہمسر اور اُس کے برابر ہے۔'' (سورۂ اِخلاص)

''اُس کو کسی کے ساتھ تشبیہ نہیں دی جا سکتی کیونکہ اُس جیسا کوئی نہیں ہے کوئی چیز اُس کے مثل نہیں ہے نگاہیں اُسے نہیں پا سکتیں وہ تمام نگاہوں کو پا رہا ہے وہ بڑا ہی لطیف اور ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔'' (سورۂ شوریٰ آیت نمبر ۱۱)

''اُس کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمینوں پر، وہی حیات دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔'' (سورۂ اَنعام آیت ۱۰۲)

''ہر چیز پر قادر ہے، وہی پہلے ہے وہی پیچھے، وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی اور وہی ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔'' (سورۂ حدید آیت ۳،۲)

جتنے نبی اور رسول آئے اُن سب کی تصدیق کرو اور اِیمان لاؤ :

ہر قوم کے لیے رہنما ہوئے ہیں۔ (سورۂ رعد آیت ۷)

ہر ایک اُمت (اِنسانی گروہ، قوم) میں نبی گزرے ہیں۔ (سورۂ فاطر آیت ۲۴)

جتنے نبی گزرے ہیں بلا تفریق سب پر اِیمان لانا ضروری ہے (سورۂ بقرہ آیت ۱۳۶ (خلاصہ)۔ سورۂ بقرہ آیت ۲۵۸ (خلاصہ)۔ سورۂ آلِ عمران آیت ۸۴ (خلاصہ)۔

وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اُن میں سے بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے۔ (سورۂ نساء آیت ۱۵۰ (خلاصہ)۔

اور جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولوں پر اِیمان لائے اور اُن میں سے کسی ایک کو بھی دُوسرے سے جدا نہیں کیا (کہ اُس کو نہ مانا ہو) تو بلا شبہ ایسے ہی لوگ ہیں (جو سچے مومن ہیں) ہم عنقریب اُنہیں اُن کے اَجر عطا فرمائیں گے۔ (سورہ نساء آیت ۱۵۱)

اَنبیاء اور رسولوں کی حیثیت :

تمام اَنبیاء اور رسولوں کا یہی قول رہا ہے ہم اِس کے سوا کچھ نہیں کہ تمہاری طرح کے آدمی ہیں لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل اور اِحسان کے لیے چن لیتا ہے۔ (سورۂ اِبراہیم آیت ۱۱)

رواداری :

جو لوگ خدا کے سوا دُوسری ہستیوں کو پکارتے ہیں تم اُن کے معبودوں کو برا بھلا نہ کہو (اُن کے حق میں بدکلامی نہ کرو) پھر وہ بھی حد سے بڑھ کر بے سمجھے اللہ تعالیٰ کو برا کہنے لگیں گے۔

قدرت نے اِنسان کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ فکر و عمل اور سب کے سوچنے کا ڈھنگ ایک نہیں ہوتا، ہر گروہ اپنی سمجھ کے بموجب اپنی رائے رکھتا ہے۔

تمہاری نظر میں اُس کی راہ کتنی ہی بری ہو مگر اُس کی نظر میں وہ ایسی ہی اچھی ہے جیسی تمہاری نظر میں تمہاری راہ اچھی ہے پس ضروری ہے کہ اِس بارے میں برداشت اور رواداری سے کام لو، جس بات کو تم اچھا سمجھتے ہو اُس کی دعوت دو مگر اِس کی کد نہ کرو سب لوگ تمہاری بات مان ہی لیں، تم اُن پر پاسبان نہیں بنائے گئے ہو، نہ تم پر اِس کی ذمہ داری ہے کہ دُوسرے کو ضرور ہی نیک بنا دو۔ (خلاصہ آیات ۱۰۳، ۱۰۸ سورۂ اَنعام۔ سورہ ہود آیت ۱۱۸)

دین و مذہب دِل سے ہے۔ زور، زبردستی نہیں :

دین کے معاملہ میں زور زبردستی کا کوئی موقع نہیں، کسی طرح کا جبر و اِکراہ دین کے بارے میں جائز نہیں۔ دین کی راہ دِل کے اِعتقاد اور یقین کی راہ ہے اور دِل کی تبدیلی خیر خواہانہ نصیحت اور ہمدردانہ دعوت اور تفہیم سے ہوتی ہے زور ظلم سے نہیں ہوتی۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۵۵۔ سورۂ یونس آیت ۹۹)

اِنسان کا درجہ اور مقصد :

تمام دُنیا اِنسان کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۸۔ سورہ جاثیہ آیت ۱۲، ۱۳)

اِنسان خدا کی عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ (سورۃ الذاریات آیت ۵۶)

اِنسان دُنیا میں خدا کا خلیفہ اور نائب ہے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۹)

جو اِنسان اپنی حقیقت اور خدا داد حیثیت نہیں پہچانتے وہ اِس گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ فرشتوں کو دیوتا مان کر اُن کی پوجا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ رب العالمین اور خالقِ کائنات نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ وہ سجدہ کریں چنانچہ سب نے سجدہ کیا، صرف ایک نے چوں چرا کی تو وہی راندۂ درگاہ ہو گیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محروم و مردُود ملعون ہو گیا۔ (سورۂ بقرہ آیت ۳۳۔ سورۂ اَعراف آیت ۱۱، ۱۲۔ سورۂ حجرات آیت ۲۹، ۳۴۔ سورۂ ص آیت ۷۱ تا ۷۵)

پس اِنسان کے لیے کسی طرح بھی جائز نہیں کہ وہ خدا کے علاوہ کسی کے سامنے ماتھا ٹیکے، یہ شرک ہے، شرک بہت بڑا ظلم ہے۔(سورۂ لقمان آیت ۱۳)

خود اپنے اُوپر ظلم سب سے بڑی خودکشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو ہر ایک مخلوق پر عزت بخشی اور یہ مخلوق کے سامنے پیشانی رگڑ رگڑ کر اپنی عزت خاک میں مِلا رہا ہے اور اپنی اِنسانیت کو فنا کے گھاٹ اُتار رہا ہے۔

اِنسانی بھائی چارہ :

اے اِنسانوں ! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف گوت اور مختلف خاندانوں میں اِس لیے بنا دیا کہ ایک دُوسرے کو شناخت کر سکو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سب میں بڑی عزت والا (بڑا شریف) وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔(سورۂ حجرات آیت ۱۳)

اے اِیمان والو! نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیے کیا عجب ہے وہ اُن سے (ہنسنے والوں سے) بہتر ہوں۔ اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے کیا عجب ہے وہ اُن سے بہتر ہوں۔ نہ ایک دُوسرے کو طعنہ دو، نہ ایک دُوسرے کو برے لقب سے پکارو (سورہ حجرات آیت ۱۱) نہ ایک دُوسرے کی پیٹھ پیچھے برائی کرو۔(سورۂ حجرات آیت ۱۲)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ تواضع اور عاجزی سے کام لو، ایسا نہ ہو کہ کوئی مرد کسی مرد کے مقابلہ میں فخر کرے اور بڑائی جتائے ، نہ یہ کہ کوئی کسی پر ظلم کرے۔(مسلم شریف)

یہ اِسلامی تعلیم سے پہلے زمانۂ جاہلیت کی بات ہے کہ لوگ باپ دادوں پر فخر کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے نسل و خاندان کے فخر و غرور کو ختم کر دیا ہے۔اَب اِنسان کی تقسیم اَخلاق و کردار کے لحاظ سے ہے کہ کوئی صاحب اِیمان اور پرہیز گار ہے اور کوئی بدکار و بدبخت (فاجر و شقی) تمام اِنسان آدم علیہ السلام کی اَولاد ہیں اور آدمی کی سرشت مٹی سے ہوئی ہے۔(ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۳۴)

عورت :

تم سب کو اکیلی جان سے پیدا کیا اور اُسی سے بنایا اُس کا جوڑ تا کہ اُس کی رفاقت میں چین پائے۔(سورۂ اَعراف آیت ۱۸۹)

عورتوں کے لیے بھی اِسی طرح کے حقوق ہیں مردوں پر جس طرح کے حقوق مردوں کے عورتوں پر ہیں کہ اُن کے ساتھ اچھا سلوک کریں اَلبتہ مردوں کو عورتوں پر ایک خاص درجہ دیا گیا ہے۔(سورۂ بقرہ آیت ۲۸۸)

اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح زندگی بسر کرو اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں (تب بھی تمہارا سلوک اچھا رہنا چاہیے) کیونکہ ممکن ہے تمہیں ایک چیز پسند نہ آئے مگر اللہ نے اُس میں بہت کچھ بھلائی رکھی ہو۔(سورہ بقرہ آیت ۱۹)

عدل واِنصاف :

ایسا کبھی نہ ہو کہ کسی قوم کی دُشمنی تمہیں اِس بات پر اُبھار دے کہ تم اِنصاف نہ کرو، ہر حال میں اِنصاف کرو۔(سورۂ مائدہ آیت ۷)

نیکی کیا ہے ؟

نیکی اور بھلائی یہ نہیں ہے کہ تم عبادت کے وقت اپنے منہ پورب کی طرف پھیر لو یا پچھّم کی طرف (یا اِسی طرح کی کوئی اور رسم و رِیت پوری کرلو)

نیکی یہ ہے کہ اِنسان (اپنی شخصیت کی تعمیر اور اپنی اِصلاح کو نصب العین بنا کر) اللہ پر، آخرت کے دِن پر، فرشتوں پر، آسمانی کتابوں پر اور خدا کے نبیوں پر اور رسولوں پر اِیمان لائے، جب خود اپنی ضرورتوں کے لحاظ سے اُس کا مال اُس کو محبوب ہو (تو اِیثار سے کام لے اور اُس مال کو) رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو دے، غلاموں یا مقروضوں کی گردن چھڑانے میں خرچ کرے نماز پوری پابندی کے ساتھ قائم رکھے، زکوۃ اَدا کرے، اپنی بات کا سچا اور قول کا پابند رہے، جو

قول و اِقرار کرے اُس کو پوری طرح نبھائے، تنگی یا مصیبت کی گھڑی ہو یا خوف و ہراس کا وقت ہر حال میں صبر اور (ضبط و تحمل) سے کام لے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۷۶)

حرام کام :

اے پیغمبر (ﷺ) لوگوں سے کہہ دو کہ میرے پروردگار نے جو کچھ حرام ٹھہرایا وہ تو یہ ہے کہ بے حیائی کی باتیں جو کھلے طور پر کی جائیں اور جو چھپا کر کی جائیں گناہ کی باتیں، ناحق زیادتی اور یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ جس کی اُس نے کوئی سند نہیں اُتاری، اور یہ کہ خدا کے نام سے ایسی باتیں کہو کہ جس کے لیے تمہارے پاس کوئی علم نہیں۔ (سورۂ اَعراف آیت ۳۲)

'' جہاد ''

ضرورتِ دفاع :

اگر اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرتا کہ اِنسانوں کے ایک گروہ کے ذریعہ دُوسرے گروہ کو ہٹاتا رہتا تو دُنیا خراب ہوجاتی (اَمن و اِنصاف کا نام باقی نہ رہتا) لیکن اللہ تعالیٰ سب جہانوں کے لیے فضل رکھنے والا ہے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۵۱)

یعنی لوگوں میں اِنقلاب کی رُوح نہ ہوتی اور جو جماعت کسی حالت میں ہے وہ سدا اُسی حالت میں چھوڑ دی جاتی تو نتیجہ یہ نکلتا کہ دُنیا ظلم و تشدد اور فتنہ و فساد سے بھر جاتی اور حق و اِنصاف کا نام و نشان نہ ملتا۔ پس اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی فضل ہے کہ جب کوئی ایک گروہ ظلم و فساد میں منہ چُھوٹ ہوجاتا ہے تو مزاحمت کے محرکات دُوسرے گروہ کو مدافعت کے لیے کھڑا کر دیتے ہیں اور اُس کے اِقدام کو روک دیتے ہیں اور اِس طرح ایک قوم کا ظلم دُوسری قوم کی مقاومت سے رفع ہوجاتا ہے۔

'' مذہبی جنگ ''

اگر نہ ہوتا ہٹا دینا اللہ تعالیٰ کا لوگوں کو، بعض کو بعض کے ذریعہ تو منہدم کر دی جاتیں راہبوں کی خانقاہیں، عیسائیوں کے گرجے، یہود کے عبادت خانہ اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ یقیناً مدد کرے گا اُس کی جو مدد کرے گا اُس کی۔ (سورۂ حج آیت ۳۹)

یعنی بقاءِ باہم، اَمن آشتی، مذہبی آزادی اور حریت ِفکر بڑی اچھی چیزیں ہیں اِنسان اور اِنسانیت کے بنیادی حقوق ہیں مگر کسی قوم اور ملّت کو یہ اُسی وقت حاصل ہوتے ہیں اور اُسی وقت تک باقی رہتے ہیں جب اِس میں دفاع کی قوت اور طاقت ہو۔ مقصدِ جہاد یہ ہے کہ اگر بنیادی حقوق سلب ہونے لگیں تو قوت کے ذریعہ اُن کو بحال رکھا جائے اور سلب ہو چکے ہوں تو قوت کے ذریعہ اُن کو بحال کرایا جائے۔

مقصد اور مُنتہا :

اور اُن لوگوں سے لڑائی جاری رکھو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ ہی کے لیے ہو جائے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۹۳۔ سورۂ اَنفال آیت ۳۹)

فتنہ :

مسلمانو ! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں جنگ نہیں کرتے حالانکہ کتنے ہی ایسے بے بس مرد ہیں اور کتنی ہی عورتیں ہیں کتنے ہی بچے ہیں جو فریاد کر رہے ہیں خدا ہمیں اِس بستی سے نجات دِلا جہاں کے باشندوں نے ظلم پر کمر باندھ لی ہے اور اپنی طرح سے کسی کو ہمارا کارساز بنادے اور کسی کو مددگاری کے لیے کھڑا کردے۔ (سورہ نساء آیت ۷۵)

ملاحظہ ہو حدیث اِبن عمرؓ بخاری شریف ص ۲۲۵، ص ۶۴۸، ص ۶۷۰ وغیرہ جس میں فتنہ کی بھی تفسیر کی گئی ہے جو آیت کا مفہوم اور مضمون ہے یعنی کسی قوم کا ایسا بے بس ہونا کہ وہ اپنے ضمیر کی آواز پر عمل نہ کر سکے اور جس کو وہ راہِ حق سمجھے اُس کو اِختیار نہ کر سکے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

محتاجِ دُعا نیازمند

محمد میاں

۱۲؍ جمادی الثانیہ ۱۳۸۸ھ/ ۷؍ ستمبر ۱۹۶۸ء

(ماخوذ اَز : ماہنامہ اَنوار مدینہ ج ۱ شمارہ ۴ رجب ۱۳۹۰ھ/ ستمبر ۱۹۷۰ء)

قسط : ۱۵

اِسلام کیا ہے ؟

﴿ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

دسواں سبق : ہر چیز سے زیادہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اور دین کی محبت

بھائیو ! اِسلام جس طرح ہم کو اللہ و رسول پر اِیمان لانے اور نماز، روزہ، حج اور زکوۃ اَدا کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور اِیمانداری اور پرہیزگاری اور خوش اَخلاقی اور نیک اَطواری اِختیار کرنے کی ہدایت اور تاکید کرتا ہے اِسی طرح اُس کی ایک خاص ہدایت اور تعلیم یہ بھی ہے کہ ہم دُنیا کی ہر چیز سے زیادہ یہاں تک کہ اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں اور جان و مال اور عزت وآبرو سے بھی زیادہ خدا اور اُس کے رسول ﷺ سے اور اُس کے مقدس دین سے محبت کریں یعنی اگر کبھی کوئی ایسا نازک اور سخت وقت آئے کہ دین پر قائم رہنے اور اللہ و رسول ﷺ کے حکموں پر چلنے کی وجہ سے ہمیں جان و مال اور عزت وآبرو کا خطرہ ہو تو اُس وقت بھی اللہ و رسول ﷺ کو اور دین کو نہ چھوڑیں اور جان و مال یا عزت وآبرو پر جو کچھ گزرے گزر جانے دیں۔

قرآن وحدیث میں جابجا فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ اِسلام کا دعویٰ کریں اور اُن کو اللہ و رسول ﷺ کے ساتھ اور اُن کے دین کے ساتھ ایسی محبت اور اِس درجہ کا تعلق نہ ہو، وہ اَصلی مسلمان نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کی طرف سے سخت سزا اور عذاب کے مستحق ہیں۔

سورۂ توبہ میں فرمایا گیا ہے :

﴿ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآءُكُمْ وَاَبْنَآءُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴾ (سُورۃ التوبہ : ۲۴)

''اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تم اُن لوگوں کو جتلا دو کہ اگر تمہارے ماں باپ، تمہاری اَولاد، تمہارے بھائی برادر، تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ قبیلہ اور تمہارا مال و دولت جسے تم نے کمایا ہے اور تمہاری تجارت جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے رہنے کے مکانات جو تمہیں پسند ہیں (سواگر یہ چیزیں) تم کو زیادہ محبوب ہیں اللہ سے اور اُس کے رسول سے اور اُس کے دین کے لیے کوشش کرنے سے، تو اللہ کے فیصلے کا اِنتظار کرو اور (یاد رکھو) اللہ نہیں ہدایت دیتا نافرمانوں کو۔''

اِس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اُن کے دین کے مقابلہ میں اپنے ماں باپ یا بیوی بچوں یا مال و جائیداد سے زیادہ محبت رکھتے ہوں اور جن کو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی اور دین کی خدمت و ترقی سے زیادہ فکر اِن چیزوں کی ہو، وہ اللہ کے سخت نافرمان ہیں اور اُس کے غضب کے مستحق ہیں۔

ایک مشہور اور صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

''اِیمان کی مٹھاس اور دین کا ذائقہ اُسی شخص کو نصیب ہوگا جس میں تین باتیں جمع ہوں: اَوّل یہ کہ اللہ و رسول کی محبت اُس کو تمام ماسوا سے زیادہ ہو، دُوسرے یہ کہ جس آدمی سے بھی محبت کرے صرف اللہ کے لیے کرے (گویا ذاتی اور حقیقی محبت صرف اللہ ہی سے ہو) اور تیسرے یہ کہ اِیمان کے بعد کفر کی طرف لوٹنا اور دین کو چھوڑنا اُس کو ایسا ناگوار اور گراں ہو جیسا کہ آگ میں ڈالا جانا۔''

تو معلوم ہوا کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اَصلی اور سچے مسلمان وہی ہیں جن کو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دینِ اِسلام کی محبت دُنیا کے تمام آدمیوں اور تمام چیزوں سے زیادہ ہو، یہاں تک کہ اگر وہ کسی سے بھی محبت کریں تو اللہ ہی کے لیے کریں اور دین سے اُن کو ایسی اُلفت ہو کہ اُس کو چھوڑ کر کفر کا طریقہ اِختیار کرنا اُن کے لیے اِتنا شاق اور ایسا تکلیف دہ ہو جیسا کہ آگ کے آلاؤ میں ڈالا جانا۔

ایک اور حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا :

''تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک پورا مومن اور اَصلی مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ اُس کو میری محبت اپنے ماں باپ سے اور اپنی اَولاد سے اور دُنیا کے سارے آدمیوں سے زیادہ نہ ہو۔''

بھائیو ! اِیمان دراَصل اِسی کا نام ہے کہ آدمی بالکل اللہ و رسول ﷺ کا ہو جائے اور اپنے سارے تعلقات اور خواہشات کو اُن کے تعلق پر اور اُن کے دین کی راہ میں قربان کر سکے جس طرح کہ صحابہ کرامؓ نے کر دِکھایا اور آج بھی اللہ کے سچے اور صادق بندوں کا یہی حال ہے اگرچہ اُن کی تعداد بہت کم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اُن ہی کے ساتھ اور اُن ہی میں سے کر دے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اَور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اَور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔ (ادارہ)

قسط : ۱۵

قصص القرآن للاطفال

پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصّے

﴿ الشیخ مصطفٰی وہبہ، مترجم مفتی سیّد عبد العظیم صاحب ترمذی ﴾

﴿ اَصحابِ سبت کا قصہ ﴾

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

﴿وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْکُمْ فِی السَّبْتِ فَقُلْنَا لَھُمْ کُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِیْنَ. فَجَعَلْنٰھَا نَکَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْھَا وَمَا خَلْفَھَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴾[1]

''اور تم اُنہیں خوب جان چکے ہو جنہوں نے تم میں سے زیادتی کی تھی ہفتہ کے دِن تو ہم نے کہا اُن سے کہ ہو جاؤ بندر ذلیل، پھر ہم نے اِس واقعہ کو عبرت بنایا اُن لوگوں کے لیے جو وہاں تھے اور جو پیچھے آنے والے تھے اور بنایا ہے نصیحت ڈرنے والوں کے واسطے۔''

حضرت موسٰی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنی اِسرائیل کو یہ تعلیم بھی دی کہ بنی اِسرائیل ہفتے میں ایک دِن بروز ہفتہ اللہ کی عبادت کے لیے مختص کریں، اُس دِن اللہ کی حمد وثنا کریں اور اُس کی ظاہری اور باطنی نعمتوں کو یاد کریں تاکہ اُن کے دِلوں کو صفائی اور پاکیزگی حاصل ہو نیز یہ کہ اُس دِن دیگر دُنیوی مصروفیات میں مشغول نہ ہوں۔

---

[1] سُورۃ البقرہ : ٦٥ ، ٦٦

بنی اِسرائیل اِس حکم کے ایک طویل مدت سے پابند تھے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ یہودیوں کی ایک بستی اَیلہ کا اِمتحان لیں جو دریا کے کنارے واقع تھی، اُس بستی کے لوگوں کا ذریعہ معاش ماہی گیری تھا اور وہ اپنے آباء واَجداد اور اَسلاف کی عادت پر قائم تھے اور ہفتے کے دِن مچھلی نہیں پکڑتے تھے لیکن اُنہوں نے عجیب بات ملاحظہ کی کہ ہفتے کے دِن بکثرت مچھلیاں کناروں پر آجاتیں اور جب ہفتے کا دِن گزر جاتا تو واپس چلی جاتیں اور کناروں سے دُور دریا کی گہرائیوں میں چھپ جاتیں جس سے اُنہیں مچھلیوں کے شکار میں بہت دِقت و مشقت پیش آتی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مچھلیوں کو یہ حکم اُن کی آزمائش کے لیے تھا۔

جب کئی مرتبہ اِس طرح ہوا اور اُنہوں نے دیکھا کہ ہفتے کے دِن مچھلیاں بکثرت ہوتی ہیں اور ہفتے کے باقی دِنوں میں اِنتہائی کم ہوجاتی ہیں تو اُنہوں نے ہفتے کے دِن بھی شکار کا ایک حیلہ سوچا کہ ہفتے کے دِن جال اور کانٹے ڈال دیتے جن میں مچھلیاں پھنس جاتیں اور جب ہفتہ کا دِن گزر جاتا تو بغیر کسی مشقت کے مچھلیاں پکڑ لیتے تھے، اِس حیلے سے اُنہوں نے حق تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ بعض بستی والوں نے اُنہیں نصیحت کی اور اُنہیں توبہ اور رُجوع کی تلقین کی لیکن اُن پر اِن نصیحتوں کا کچھ اَثر نہیں ہوا اور وہ بدستور ہفتے کے دِن اِعلانیہ طور پر مچھلیوں کا شکار کرتے رہے، جب اُنہوں نے اِس طرح کیا تو اللہ نے اُن پر اپنا غصہ نازل فرمایا اور اُنہیں بندر بنادیا اور جو مومن اُنہیں فساد سے منع کرتے رہے اور ہفتے کے دِن اللہ کی عبادت کرتے رہے، اللہ تعالیٰ نے اُنہیں نجات عطا فرمائی اور اُنہیں اِس عذاب سے محفوظ رکھا۔

کیا رُوحیں حاضر کی جاسکتی ہیں ؟

﴿ حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک ایسا عمل ہے کہ اُس کے ذریعہ سے جب چاہیں مردہ کی رُوح کو بلا سکتے ہیں تو کیا یہ صحیح ہے ؟

فرمایا کہ بالکل غلط ہے، جس زمانہ میں میں کانپور میں تھا اُس زمانہ میں طلسماتی اَنگوٹھیوں کا بہت چرچا ہورہا تھا میں نے ایک ایسے شخص سے جو ہر قسم کے جلسوں میں آتے جاتے تھے کہا کہ تم اِن واقعات کی تحقیق کر کے مجھ سے بیان کرو چنانچہ بعد تحقیق کے وہ آئے اور اُنہوں نے بیان کیا کہ صاحب طلسماتی اَنگوٹھی سے بھی زیادہ عجیب بات معلوم ہوئی ہے وہ یہ کہ ایک عمل ایسا ہے کہ اُس کے ذریعہ سے جس مردہ کی رُوح کو چاہیں بلا سکتے ہیں، مجھ کو سن کر بہت بڑی حیرت ہوئی اور خود دیکھنا چاہا، اُس شخص نے کہا میں اُن آدمیوں کو جو اِس عمل کو کرتے ہیں بُلا کر لاؤں گا اور آپ کے سامنے یہ عمل کراؤں گا چنانچہ وہ لوگ ہمارے پاس آئے یہ تین شخص تھے مگر ہم نے مدرسہ میں تو یہ شغل مناسب نہ سمجھا اِس لیے ایک دُوسری جگہ اِس کام کے لیے تجویز کی، اُس مکان میں صرف چھ شخص تھے، تین تو وہ عامل اور ایک میں اور میرے ساتھ ایک مدرسہ کے مہتمم اور ایک مدرس، عصر کے بعد یہ اِجتماع ہوا۔

اُن عاملوں نے ایک میز پر اِس طرح وہ عمل کیا کہ دونوں ہاتھوں کو رگڑ کر میز پر رکھا اور اِدھر متوجہ ہوئے، تھوڑی دیر کے بعد خود بخود میز کا پایہ اُٹھا اُنہوں نے کہا کہ لیجیے اَب رُوح آگئی، اُنہوں نے کہا کہ تمہارا کیا نام ہے ؟ معلوم ہوا تجمل حسین، کوئی آواز نہ تھی کچھ اِصطلاحیں مقرر تھیں اُن سے سوالات کے جوابات معلوم کرتے تھے اَب لوگوں نے ایک مبتدع شخص کے لڑکے کی رُوح کو بلوایا اور اُسی تجمل حسین کی رُوح کو مخاطب کر کے کہا کہ جاؤ اُس شخص کی رُوح کو بلا لاؤ اور جب جانے لگو تو فلاں پایہ کو اُٹھا جانا اور جب تم اُس کو لے کر آؤ تو اپنے آنے کی اِطلاع اِس طرح کرنا کہ اِس پایہ کو پھر اُٹھا

دینا چنانچہ فورًا پایہ اُٹھا معلوم ہوا کہ رُوح کو لینے گیا ہے، تھوڑی دیر بعد پھر پایہ اُٹھا معلوم ہوا کہ جس رُوح کو بُلایا تھا وہ بھی آگئی، اَب ایسی ہی اِصطلاحوں میں اُس لڑکے کی رُوح سے سوالات کرنا شروع کیے اور اُس کی طرف سے ایسی ہی اِصطلاحوں میں جوابات دیے گئے۔ اَب ہم ناواقف لوگ بڑی حیرت میں تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے ؟ اُن لوگوں نے مجھ سے فرمائش کی کہ اَب آپ جس شخص کی رُوح کو بلوانا چاہیں تو ہم سے فرمائیں ہم اُس شخص کی رُوح کو بلاویں گے۔

چنانچہ میں نے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی رُوح کو بلوایا۔ وہی تجمل حسین سب رُوحوں کو بلا بلا کر لاتا تھا چنانچہ اِسی طرح پایا پھر اُٹھا معلوم ہوا کہ حضرت حافظ بھی تشریف لے آئے، میں نے کہا اَلسلام علیکم، اِصطلاح میں جواب مِلا وعلیکم السلام پھر اُن لوگوں نے مجھ سے کہا آپ حضرت حافظؒ کا کچھ کلام پڑھیے اُن کی رُوح خوش ہوگی چنانچہ میں نے اُن کی غزل اَلَا یَااَیُّھَا السَّاقِیْ الخ پڑھی تو میز کا پایا بار بار اور جلدی جلدی اُٹھنے لگا، اُس سے یہ سمجھا جانے لگا کہ گویا حافظ صاحب کی رُوح اپنا کلام سن کر خوش ہو رہی ہے اور وجد میں آرہی ہے، ہم لوگ بڑے تعجب میں تھے اور کوئی وجہ سمجھ میں نہ آتی تھی، اِتنے میں مغرب کا وقت ہوگیا نماز پڑھنے کے لیے اُٹھے ہم تینوں نے آپس میں گفتگو کی کہ یہ کیا بات ہے، اَخیر میں یہ رائے قرار پائی کہ یہ سب کرشمے قوتِ خیالیہ کے معلوم ہوتے ہیں، اَب اِس کا یہ اِمتحان کرنا چاہیے کہ جب وہ لوگ عمل کرنے لگیں تو ہم تینوں یہ خیال کر کے بیٹھ جاویں کہ پایہ نہ اُٹھے، مہتمم صاحب بولے کہ وہ لوگ مشاق ہیں ہم لوگوں کی کوشش اُن کے مقابلہ میں کیا کارگر ہوسکتی ہے، میں نے کہا کہ تم ابھی سے ہمت نہ ہارو، نہیں تو کچھ بھی نہ ہوسکے گا یہی سمجھنا چاہیے کہ اُن کے خیال پر ہمارا خیال ضرور غالب آئے گا اِمتحان تو کرنا چاہیے چنانچہ ہم لوگ یہ مشورہ کر کے پھر بعد مغرب پہنچے اور اُن لوگوں سے کہا کہ اِس وقت پھر اپنا عمل دِکھلاؤ، اُنہوں نے پھر عمل کرنا شروع کیا اِدھر ہم تینوں یہ خیال جما کر بیٹھ گئے کہ پایہ نہ اُٹھے چنانچہ اُن لوگوں نے بہت کوشش اور بہت زور لگایا کہ پایہ اُٹھے مگر کچھ نہ ہوسکا وہ بڑے شرمندہ ہوئے اور مجھ کو یقین ہوگیا کہ یہ سب قوتِ خیالیہ کے کرشمے ہیں۔

پھر اَگلے روز ہم نے خود تجربہ کیا اور اِسی طرح ہاتھ رگڑ کر میز پر رکھے اور ہم تینوں یہ سوچ کر

بیٹھ گئے کہ فلاں پایہ اُٹھے چنانچہ وہی پایہ اُٹھا پھر یہ سوچا کہ اَب کی مرتبہ فلاں فلاں دو پائے اُٹھیں چنانچہ وہ دونوں اُٹھے پھر تیسرے پائے کا خیال کیا تو وہ بھی اٹھنے لگا لیکن اُن دونوں میں سے جو پیشتر کے اُٹھے ہوئے تھے ایک پایہ نیچے گر گیا تینوں ایک ساتھ نہ اُٹھ سکے، اِس کے لیے زیادہ قوت کی ضرورت تھی پھر ہم نے میز پر بجائے ہاتھ کے صرف ایک اُنگلی رکھ کر اِسی طرح پائے اُٹھائے پھر اُس میز کے اُوپر دُوسری میز رکھی اور اُس پر ہاتھ رکھ کر یہ سوچ کر کھڑے ہوگئے کہ اُوپر والی میز کا فلاں پایہ اور نیچے والی میز کا فلاں پایہ اُٹھ جائے چنانچہ اِسی طرح اُٹھ گئے۔ غرض جس طرح چاہا اُسی طرح پائے اُٹھا اُٹھ گئے۔ اَب ہمیں پوری طرح اِطمینان ہوگیا پھر ہم نے اِسی قاعدے کے موافق میز کو یہ خطاب کیا کہ اگر تجھ میں کوئی رُوح آتی ہے تو ایک بار فلاں پایہ اُٹھے اور اگر نہیں آتی تو دو بار اُٹھے چنانچہ دو بار اُٹھا تو خود اُن ہی کے قاعدے سے رُوح کے آنے کا غلط ہونا ثابت ہوگیا۔

اَصل بات یہی ہے کہ یہ سب تصرفات خیال کے ہیں اور ہاتھ رگڑنے کی یہ مصلحت ہے کہ رگڑ سے قوتِ برقیہ منتعش و مشتعل ہوتی ہے اور وہ معین ہوجاتی ہے، ہاتھ یا اُنگلی اِس لیے رکھی جاتی ہے کہ اِس سے خیال کو بہت مدد ملتی ہے، اگر زیادہ مشق بڑھائی جاوے تو پھر ہاتھ یا اُنگلی رکھنے کی بھی ضرورت نہ رہے محض خیال کرنے سے پایا اُٹھ سکتا ہے، پھر تو یہ ہوا کہ ہم نے سب طالب علموں سے یہ عمل کرایا، اَب جو شخص ہاتھ رکھ کر بیٹھتا ہے اُسی کے ہاتھ سے پایا اُٹھ جاتا ہے، ساری حقیقت کھل گئی۔

اِن سارے واقعات کے بعد اِتفاق سے مدرسہ کا جلسۂ فراغ تھا جس میں ظاہر تھا کہ معمول سے زیادہ آدمی آنے والے تھے مگر مقدارِ زیادتی کے معلوم ہونے کا کوئی ذریعہ نہ تھا، ہم نے کہا کہ لاؤ اِس عمل سے یہ معلوم کریں کہ آج جامع مسجد میں جس میں جلسہ تھا کتنی صفیں ہوں گی چنانچہ یہ سوچ کر بیٹھ گئے کہ جتنی صفیں ہوں اُتنی بار پایہ اُٹھ جائے، پایہ گیارہ بار قوت سے اُٹھا اور بارہویں مرتبہ ہلکا سا اُٹھا، میں نے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ بارہویں مرتبہ تھوڑا اُٹھ کر رہ گیا پھر خود ہی اِحتمال ہوا کہ شاید اِس کا مطلب ہو کہ گیارہ صفیں تو پوری ہوں گی اور بارہویں صف پوری نہ ہوگی، نماز ختم ہوتے ہی دُعا مانگنے سے پہلے میں نے اُٹھ کر صفیں گنیں تو واقعی گیارہ صفیں پوری تھیں اور بارہویں صف پوری بھری ہوئی نہ تھی

اِس واقعہ سے بڑی حیرت ہوئی کہ اِس صحیح جواب کی کیا بناء تھی۔

دُوسرا عجیب واقعہ یہ ہے کہ ایک قلمدان میں بہت سے قلم جن کی گنتی معلوم نہ تھی اور ایک پرکار رکھا ہوا تھا اُس کی تعداد معلوم کرنے کے لیے عمل کیا تو اِکیس مرتبہ پایہ اُٹھا، گننے تو معلوم ہوا کہ اُنیس تو قلم تھے اور ایک پرکار تھا کل بیس عدد تھے، تعجب ہوا کہ ایک مرتبہ زیادہ اُٹھا، سمجھ میں آیا کہ پرکار میں دو پھل ہوتے ہیں اِس لیے ایک کے بجائے دوبار اُٹھا۔

پھر فرمایا کہ صفوں کے اور قلمدان کے دو واقعے عجیب ہیں، باقی سب واہیات مگر اُس میں تھوڑے فلسفہ جاننے کی ضرورت ہے وہ یہ کہ جیسے یہ ضروری نہیں کہ ہر چیز کا علم حاصل ہو جائے اِسی طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ اگر کسی چیز کا علم حاصل ہو جائے تو اُس علم کا علم بھی ہو جاوے، بعض مرتبہ ایک چیز کا علم حاصل ہو جاتا ہے اِس طرح کہ وہ چیز خزانۂ خیال میں آجاتی ہے مگر آدمی کو اُس چیز کا اِحساس نہیں ہوتا یعنی اُس چیز کے علم کا علم نہیں ہوتا حالانکہ اُس چیز کو قاعدہ کی رُوح سے معلومات میں داخل کیا جائے گا کیونکہ خزانۂ خیال میں موجود ہے چنانچہ بعض مرتبہ اِنسان آئندہ ہونے والے بعض واقعات کے متعلق سوچتا ہے تو اُس کے دماغ میں ایک بات آجاتی ہے اور پھر بعد کو ویسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ اُس کے دماغ میں پہلے آچکا تھا کہ یوں ہوگا تو اُس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ چیز خزانۂ خیال میں آچکی ہوتی ہے مگر اُس کے خزانۂ خیال میں آجانے کا اُس کو اِدراک اور اُس کی طرف اِلتفات نہیں ہوتا اور یہ بھی کشف کی ایک قسم ہے کہ اَصل علم ہو اور علم العلم نہ ہو، ایک مقدمہ تو یہ ہوا۔

دُوسری بات یہ سمجھنا چاہیے کہ جب خزانۂ خیال میں کوئی چیز آجاتی ہے تو اُس کے آجانے کا اگرچہ علم نہ ہو مگر اُس کا اَثر بھی عامل کی متخیلہ کے ذریعہ سے معمول پر بعض مرتبہ ایسا ہی پڑتا ہے جیسا اِس صورت میں ہوتا کہ جب عامل کو اُس چیز کا اِدراک یعنی علم العلم حاصل ہو جاتا، بہرحال یہ سب کرشمے قوتِ خیالیہ کے ہیں، اِس میں کسی رُوح کا دخل نہیں۔

اِس کی ایک تائید عرض کرتا ہوں کہ ایک بار ایک صاحب کا خط آیا جن کا دعوی تھا کہ مجھ کو اَرواح سے ملاقات ہوتی ہے اور سوالات کا جواب اَرواح سے معلوم کر لیتا ہوں تو اُنہوں نے لکھا تھا

کہ بعض مرتبہ کسی اَمر میں تردّد ہوتا ہے اور اُس کا جواب میں اِسی عمل کے ذریعہ سے معلوم کرنا چاہتا ہوں تو اُس کا جواب کچھ نہیں معلوم ہوتا، نہ نفی میں نہ اِثبات میں۔

میں کہتا ہوں کہ یہی دلیل ہے اِس کی کہ اِس عمل کے ذریعہ سے جو جواب معلوم ہوتے ہیں اُس کی وجہ یہ نہیں کہ وہاں کوئی رُوح آکر جواب دیتی ہے بلکہ یہ سب اُس عامِل کی قوتِ متخیلہ کا اَثر ہوتا ہے اِس لیے جس بات میں تردّد ہوتا ہے تو ایک خیال دُوسرے کی تاثیر کو مانع ہوجاتا ہے اور اُس وقت دونوں خیالوں میں سے کسی کا اَثر بھی خارج میں نہیں پڑتا اِس لیے جواب بھی کچھ نہیں آتا اور اگر وہ جواب رُوح کا ہوتا تو اِس جواب پر اُس عامِل کے تردّد کا کوئی اَثر نہ پڑتا کیونکہ رُوح کے علم میں اُس کے تردّد کا کیا دخل بلکہ عین تردّد کی حالت میں بھی اُسی طرح جواب مِل جاتا جیسے عدمِ تردّد کی حالت میں ملتا پھر فرمایا کہ یہی حال طلسماتی انگوٹھیوں کا بھی ہے کہ اِس کے متعلق جو دعوٰی کیا جاتا ہے کہ اُس کے اَندر چور کا پتہ چل جاتا ہے بالکل غلط ہے بلکہ یہ سب اُسی قوتِ خیالیہ کا اَثر ہوتا ہے کہ پاس بیٹھنے والے جو ہوتے ہیں اُن ہی کی قوتِ خیالیہ کا اَثر اِس اَنگوٹھی کے دیکھنے والے پر پڑتا ہے چنانچہ اِن پاس والوں کو جس شخص پر شبہ ہوتا ہے اُس کی صورت اِس اَنگوٹھی میں دیکھنے والے کو نظر آجاتی ہے پس سمجھ لیا جاتا ہے کہ اَنگوٹھی میں کوئی اَثر یا قوت ہے جس سے چور کا پتہ لگ گیا حالانکہ وہ سب اِن پاس بیٹھنے والوں کے متخیلہ کا عکس ہوتا ہے۔

ایک شخص کے متخیلہ کا دُوسرے پر عکس پڑنے کی اگرچہ اُس کا قصد بھی نہ ہو، ایسی مثال ہے کہ جیسے اگر کوئی شخص آئینہ کے پاس کھڑا ہو تو اُس کی صورت کا عکس آئینہ پر پڑے گا اگرچہ اُس شخص کو اِس کی خبر بھی نہ ہو کہ میری صورت کا عکس آئینہ پر پڑ رہا ہے پس اِسی طرح جب ایک ذہن کی محاذات دُوسرے ذہن سے ہوتی ہے تو ایک کا عکس دُوسرے پر خود بخود پڑتا ہے کیونکہ جیسے آئینہ میں خاصیت ہے اِنعکاس کی، اِسی طرح حق تعالیٰ نے اَذہان کے اَندر بھی خاصیت رکھی ہے اِنعکاس اور اِنطباع کی اور اِسی خیال کی تقویت کے لیے اِس اَنگوٹھی میں دیکھنے والا ایسا تجویز کیا جاتا ہے جو بچہ ہو کیونکہ بچہ کا متخیلہ مختلف خیالات سے خالی ہونے کے سبب اور سادگی کے سبب زیادہ اَثر قبول کرتا ہے بہ نسبت کسی بڑے

شخص کے جس کے ذہن میں سذاجت کم ہو اور یہی حکمت ہے اِس میں کہ اِس اَنگوٹھی کا نگین عادۃً سیاہ رنگ کا رکھا جاتا ہے کیونکہ سیاہ رنگ کے اَندر خاصیت ہے نظر کی شعاعوں کے مجتمع کرنے کی اور یہ اِجتماع معین ہوتا ہے خیال کی یکسوئی میں اور یکسوئی کی حالت میں ذہن زیادہ کام کرتا ہے بخلاف سفید رنگ کے کہ اِس سے شعاعوں کو اِنتشار ہوتا ہے جس کی وجہ سے معمول کا متخیلہ منتشر ہو کر پورے طور پر کام نہیں کرتا پھر فرمایا کہ توجہ ٔمتعارف اور تصرفات جن کو لوگ آج کل بزرگی میں داخل سمجھتے ہیں اُن کا منشاء بھی یہی قوتِ خیالیہ ہے کہ شیخ کی قوتِ خیالیہ مرید کے اَندر مؤثر ہوتی ہے۔

اور چونکہ اِن اُمور کا منشاء قوتِ خیالیہ ہے نہ کہ قرب وقبول عنداللہ یعنی اِس کام کو ہر وہ شخص کر سکتا ہے جس کے خیال میں ایک گونہ قوت ہو خواہ وہ قوت اُس نے مشق سے پیدا کی ہو یا اُس کے اَندر فطری ہو، اِس لیے ایسے اُمور کو ہمارے بزرگوں نے کبھی کمال نہیں سمجھا، اور یہ بات نہ تھی کہ ایسے اُمور میں ہمارے بزرگوں کو دخل نہ تھا بلکہ خود ہم نے بعض حضرات کا مشاہدہ کیا ہے کہ اُن کو ایسے اُمور میں بھی کافی دسترس تھی چنانچہ ہمارے اُستاد حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک صاحب دہلی سے تشریف لائے تھے تو مولانا اُن کو بعد مغرب توجہ دیا کرتے تھے اور وہ صاحب مچھلی کی طرح تڑپا کرتے تھے، مولانا تو توجہ دے کر اُن کو جدا کر دیتے تھے مگر اُن صاحب پر مولانا کی اِس توجہ کا بہت دیر تک برابر اَثر رہتا تھا ہم لوگ ڈرتے تھے کہ کہیں اِن صاحب کے چوٹ نہ لگ جائے اِس لیے ہم اُن کو پکڑتے تھے تو مولانا نے ہم کو منع فرمایا کہ پکڑو مت ہاں اِس کا خیال رکھو کہ یہ کہیں اُونچے نیچے میں نہ جا پڑیں، باقی رہی چوٹ جس کا تم کو اَندیشہ ہے تو چوٹ تو اِن کے لگ چکی ہے اَب کیا لگے گی۔

پھر حضرت حکیم الامت دام ظلہم العالی نے فرمایا کہ اِس عملِ توجہ سے توجہ دینے والے کے قویٰ طبعیہ پر بہت اَثر پڑتا ہے حتی کہ توجہ دینے والے کے بیمار پڑنے کا اَندیشہ ہو جاتا ہے چنانچہ مدرسہ دیوبند میں ہمارے قیام کے زمانے میں مولانا رفیع الدین صاحب مہتمم مدرسہ، مدرسہ کے طلبہ کو توجہ دیا کرتے تھے تو مولانا رفیع الدین صاحب بیمار پڑ گئے، جب مولانا محمد یعقوب صاحب کو اِس کی خبر

ہوئی تو آپ ناراض ہوئے اور فرمایا کہ مولانا رفیع الدین صاحب کو ایسا نہ کرنا چاہیے یہ طلبہ یہاں مدرسہ میں پڑھنے آئے ہیں یا توجہ لینے آئے ہیں۔

پھر حضرت حکیم الامت نے جو اُوپر عملِ مذکور وغیرہ کے متعلق واقعات اور اپنے تجربے بیان فرمائے ہیں اُن کے متعلق فرمایا کہ اِن لہو ولعب سے یہ فائدہ ہوا کہ یہ معلوم ہوگیا کہ اِن چیزوں میں کچھ نہیں، محض دھوکہ اور واہیات ہے، اور گو اِن چیزوں کا تجربہ جو میں نے کیا یہ فی نفسہٖ مباح تھا کوئی گناہ نہ تھا مگر چونکہ اہلِ باطل ہی اِن اَعمال کو کرتے ہیں اور اُن کے یہاں اِن اَعمال کا خاص طور پر مشغلہ ہے اِس لیے میں جو اِس عمل میں ذرا دیر مشغول رہا تو اِس مشغولی سے مجھ کو اِس قدر ظلمت محسوس ہوئی کہ اِس ظلمت کی مجھ کو برداشت نہ ہوسکی اور میں پریشان ہوگیا۔ آخر میں نے چاہا کہ کس طرح اِس ظلمت کو دفع کروں تو سوچا کہ اِس ظلمت کی وجہ محض یہ ہے کہ اہلِ باطل کے ایک عمل کے اَندر مشغولی رہی ہے اور قاعدہ ہے کہ العلاج بالضد تو اہلِ نور کی صحبت اِس کا علاج ہے پس کچھ عرصہ اہلِ نور کی صحبت میں بیٹھنا چاہیے تو اُس وقت زِندوں میں تو کوئی ایسا قریب موقع میں مِلا نہیں کہ کچھ عرصہ تک اُس کی صحبت اِختیار کی جاتی لہٰذا پھر یہ کیا کہ بزرگوں کے مزارات پر گیا چنانچہ وہاں تین کوس کے فاصلہ پر ایک بزرگ کا مزار ہے وہاں گیا تب وہ ظلمت رفع ہوئی۔

ناقلِ ملفوظ مذکورہ بالا ایک واقعہ مناسبِ مبحث مذکور عرض کرتا ہے کہ ایک شخص نے اپنے گھر کا حال حضرت والا سے عرض کیا کہ میری والدہ کا اِنتقال زچہ خانہ ہی میں ہوگیا تھا جس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ آنول نال باہر نہ آئی تھی، اَب جو شخص اُن کی والدہ کو خواب میں دیکھتا ہے تو اِسی طرح کہ اُن کے بچہ ہوا ہے مگر پاک وصاف ہیں۔ اَب سے کوئی سات ماہ کے قریب ہوئے میرے گھر میں بھی یہی خواب دیکھا اپنے متعلق کہ وہ زچہ خانہ میں ہیں اور آنول نال نہیں آئی اور پاک وصاف ہیں۔ اَب آج صبح کا قصہ ہے کہ میری بھاوج نے بھی جو آج کل میرے گھر کے پاس ہی ہیں میرے گھر میں کے متعلق یہی خواب دیکھا کہ وضع حمل میں گو بہت آسانی ہوئی ہے مگر آنول نال نہیں آئی ہے اور پاک صاف ہیں اور آج ہی دوپہر کا قصہ ہے کہ چونکہ اَحقر کے گھر میں وضع حمل قریب ہے اِس لیے جو دائی بلائی ہوئی آئی

اُس نے بھی خواب میں دیکھا کہ آنول نال آدھا آیا ہے باقی ٹوٹ کر اَندر رہ گیا پھر بقیہ بھی آ گیا ہے اور اَحقر کے گھر میں اِس خواب کا تذکرہ نہ اپنی بھاوج سے کیا نہ اُس دائی سے اور اِن بھاوج نے بھی اپنے خواب کا تذکرہ دائی سے نہ کیا تھا اور نہ دائی کو میرے گھر میں کی والدہ کا قصہ مذکورہ بالا معلوم تھا چونکہ اِن خوابوں سے اَحقر کے گھر میں کے دِل پر اَثر ہے اِس لیے عرض کیے گئے۔

حضرت حکیم الامت دام ظلہم العالی نے اِس کا جواب تحریر فرمایا جس کا ایک ضروری حصہ ذیل میں نقل ہے :

"اگر تمہارے گھر میں کی بھاوج کو تمہاری والدہ کا وہ قصہ نہ بھی معلوم ہو تب بھی یہ خاص اِس فن کا ایک مسئلہ ہے کہ اگر دو شخص ایک جگہ جمع ہوں تو ایک کے ذہن میں جو خیال ہوتا ہے وہ دُوسرے کے ذہن میں پہنچ جاتا ہے، اِس لیے میرے نزدیک یہ خواب نہیں بلکہ محض خیال ہے اور بے اَصل ہے اور بے اَثر ہے اِنشاء اللہ تعالیٰ، بالکل تسلی رکھو۔"

ناقلِ ملفوظ ہذا عرض کرتا ہے کہ اِس کے تھوڑے عرصہ کے بعد اُس شخص کے گھر میں وضع حمل ہوا اور بفضلہٖ تعالیٰ آنول نال بخوبی نکل آئی اور ہر طرح خیریت رہی اور سب خیالات جن کو خواب سمجھا گیا تھا، غلط نکلے۔

اَحقر ناقلِ ملفوظ مرقومہ بالا عرض کرتا ہے کہ اِسی قوتِ متخیلہ کے اَفعال و آثار کے متعلق رسالہ اَلقول الجلیل حصہ دوم صفحہ ۲۷ مطبوعہ دہلی میں بھی ایک ملفوظ لکھا جا چکا ہے اُس میں اِس باب کے متعلق دُوسری عجیب تحقیقات بیان فرمائی گئی ہیں۔ (ملفوظات حکیم الامت ج ۹ ص ۵۶)

تم کو کہاں ملیں گے بمبار مدرسوں میں

﴿ مولانا کوثر صاحب سہارنپوری، اِنڈیا ﴾

ہر دم برس رہے ہیں اَنوار مدرسوں میں
آ کر تو دیکھئے نا اِک بار مدرسوں میں

ہر پل محبتوں کا اِظہار مدرسوں میں
گفتار مدرسوں میں کردار مدرسوں میں

دِن بھر تلاوتیں ہیں شب بھر عبادتیں ہیں
ہوتا نہیں کوئی دِن اِتوار مدرسوں میں

تنخواہ چھوٹی موٹی گھر بھی کرائے والے
ہیں فاقہ مست پھر بھی سرشار مدرسوں میں

اپنی کوئی ضرورت کہتے نہیں کسی سے
ہوتے ہیں یوں بھی دیکھو خوددار مدرسوں میں

دیکھو سبق وفا کا دیتے ہیں رات دِن ہم
تم سوچتے ہو ہونگے غدار مدرسوں میں

ترکاری کاٹنے کی چھریاں تلک نہیں ہیں
کچھ لوگ ڈھونڈتے ہیں تلوار مدرسوں میں

ہم نے کبھی پٹاخے چھوڑے نہیں ہیں بھائی
تم کو کہاں ملیں گے بمبار مدرسوں میں

ذرّے یہاں جو آئے خورشید بن کے نکلے
قاسم رشید محمود اَبرار مدرسوں میں

تسبیح جانمازیں قرآن اور کتابیں
اِس کے علاوہ کیا ہے اے یار مدرسوں میں
جن کو کوئی کھٹک ہو شک ہو کسی طرح کا
آ جاؤ موسٹ ویلکم سو بار مدرسوں میں
آزادیوں کے نعرے ہم نے عطا کیے تھے
ہیں مادرِ وطن کے معمار مدرسوں میں
محسوس خود ہی ہوگا سچ کیا ہے جھوٹ کیا ہے
تم آکے پاس بیٹھو اِک بار مدرسوں میں
اپنی عنایتوں کو اپنے ہی پاس رکھیے
کیجیے مداخلت نہ سرکار مدرسوں میں
کوئی اگر نہ پوچھے تو مدرسوں میں آنا
پاؤ گے ہم کو مخلص غمخوار مدرسوں میں
ایسا نہ کام کرنا جس سے کسی کو غم ہو
ہم سے لیا بڑوں نے اِقرار مدرسوں میں
سوتی ہے قوم ساری ہم پر بھروسہ کر کے
رہتے ہیں رات دِن ہم بیدار مدرسوں میں
بدنام کرنے والو اَب ہوش میں بھی آجاؤ
ہم لوگ بن نہ جائیں اَنگار مدرسوں میں
ہر سمت ہر جگہ ہے تبدیلیوں کا موسم
مولیٰ رہے سلامت معیار مدرسوں میں
اَب اپنی زندگی کا کوثر خدا ہی حافظ
ہم نے تو پھونک ڈالے گھر بار مدرسوں میں

اسلامی معیشت وتجارت پر حضرت ڈاکٹر مفتی **عبدالواحد** صاحب مدظلہم کے وقیع
علمی و تحقیقی مضامین پر مشتمل دو کتابیں چھپ کر بازار میں دستیاب ہیں

جدید معاشی مسائل
کی

اسلامائزیشن کا شرعی جائزہ

صفحات 280

سابقہ "جدید معاشی مسائل" اور "ہدیہ جواب" ایک جلد میں

☆شخص قانونی
☆محدود ذمہ داری
☆یومیہ پیداوار کی بنیاد پر نفع کی تقسیم
☆کریڈٹ کارڈ ☆اسلامی کریڈٹ کارڈ
☆تکافل
☆شیئرز کی خرید وفروخت
☆پبلک کمپنی کی حیثیت
☆تجارتی انعامی اسکیمیں

اسلامی صکوک

تعارف وتحفظات

صفحات 200

جدید معیشت وتجارت میں سرمایہ حاصل کرنے کے ایک ذریعہ تمسکات (Bonds) کے پیش کیے گئے اسلامی متبادل "صکوک" کا اردو زبان میں مکمل تعارف

☆صکوکِ اجارہ ☆صکوکِ مشارکہ
☆صکوکِ استصناع ☆صکوکِ مضاربہ
☆صکوکِ سلم ☆صکوکِ مرابحہ
☆صکوکِ مزارعہ ☆صکوکِ مساقاۃ

صکوک کی تمام اقسام کا ان کی اصطلاحات سمیت آسان انداز میں تعارف اوران پر عالمانہ ومحققانہ تبصرہ

طنز و تشنیع سے مبرا خالص علمی و تحقیقی اسلوب

اسلامی معیشت سے دلچسپی رکھنے والے اہل علم کے غور وفکر کے لیے گراں قدر ہدیہ

ہر بڑے مکتبہ پر دستیاب ہے

کہیں نہ ملنے کی صورت میں رابطہ کریں

042-37415559 0321-4374616
042-37414665 0346-4644606

ناشر: جامعہ دارالتقویٰ، جامع مسجد الہلال، چوبرجی پارک لاہور

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۱۱؍فروری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب وفاق المدارس العربیہ کی مجلسِ شوریٰ کے اِجلاس میں شرکت کی غرض سے کراچی تشریف لے گئے، واپسی پر کراچی سے براستہ ملتان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اَمیر حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی رحمة اللہ علیہ کی تعزیت کے لیے کہروڑ پکا تشریف لے گئے۔

۱۷؍فروری کو جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہم ملائشیا کے دورہ پر تشریف لے گئے اور ۲۶؍فروری کو بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے۔

۱۹؍فروری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولوی طاہر صاحب کے چھوٹے بھائی کی تکمیلِ حفظ کے موقع پر رسول پورہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے بعد نمازِ ظہر قرآنِ پاک کی عظمت اور حفاظت پر تفصیلی بیان فرمایا۔

۲۲؍فروری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب وفاق المدارس العربیہ کے ڈویژن سطح پر ہونے والے اِجلاس میں شرکت کے لیے جامعہ اَشرفیہ تشریف لے گئے۔

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

وفیات

❁❁❁

یکم فروری کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اَمیر، جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے شیخ الحدیث اور اِقراء روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے سر پرست حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں وفاق المدارس کے ایک اِجلاس کے دوران بوجہ عارضہ قلب اچانک اِنتقال فرما گئے۔ اِس ناگہانی حادثہ پر اللہ تعالیٰ اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کی وفات سے پیدا ہونے والے خلا کو پُر فرمائے۔

۳؍فروری کو جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولوی محمد اَشرف صاحب ٹریفک حادثہ میں وفات پاگئے۔ مرحوم نے جامعہ ہی میں تعلیم پائی اور تعلیم کے بعد سے جامعہ کے شعبہ برقیات سے وابستہ رہے، ۱۲؍سالہ طویل دور بہت خوش اَسلوبی سے گزارا۔

۳؍فروری کو جامعہ مدنیہ جدید کے بہی خواہ جناب عبدالناصر صاحب کے والد گرامی بوجہ عارضہ قلب اَچانک وفات پاگئے۔

جامعہ مدنیہ لاہور کے مدرس مولانا قاری سعید اَحمد صاحب کی نانی صاحبہ گزشتہ ماہ طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔

۱۴؍فروری کو حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم کے بڑے بھائی جناب عبدالمنان صاحب طویل علالت کے بعد لاہور میں وفات پاگئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔ اہلِ اِدارہ جملہ پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

ضروری اعلان

✿..... قادیانیت کے خلاف ابتداء سے آج تک جو لکھا گیا اس میں سے وہ کتب ورسائل جو ایک بار شائع ہوئے اور پھر نایاب ہو گئے جنہیں اب تلاش کرنا یا ان سے استفادہ کرنا ممکن نہ رہا۔ ان کو دوبارہ شائع کرنے کے لیے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے "ایک منصوبہ" کا آغاز کیا تاکہ رد قادیانیت پر لکھنے والے حضرات کی نایاب کتب ورسائل یکجا کر دیے جائیں۔

✿..... چنانچہ ۱۹۸۹ء میں اس منصوبہ پر کام کا آغاز ہوا اور "احتساب قادیانیت" کے نام سے نایاب کتب ورسائل کو یکجا کرنا شروع کیا گیا۔

✿..... قارئین اور علم دوست یہ جان کر خوشی محسوس کریں گے کہ پچیس سال کی محنت شاقہ سے "احتساب قادیانیت" کی "ساٹھ (۶۰)" جلدیں مکمل ہو گئی ہیں۔ ان میں سے اٹھاون چھپ چکی ہیں۔ دو جلدیں پریس میں ہیں۔

✿..... احتساب قادیانیت کی ان ساٹھ جلدوں میں تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء حتی کہ سابق قادیانی یا قادیانی قیادت سے بیزار قادیانیوں اور مسیحی قلمکاروں سمیت تین سو ستاون (۳۵۷) حضرات کے سات سو ستتر (۷۷۷) رسائل وکتب جمع کر دیے گئے ہیں۔ ساٹھ جلدوں کی ضخامت چونتیس ہزار (۳۴۰۰۰) صفحات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

✿..... ساٹھ جلدوں پر احتساب قادیانیت کے سلسلہ کو مکمل طور پر بند کر دیا گیا ہے۔ نیز یہ کہ احتساب قادیانیت کی جلد اوّل سے لے کر جلد ساٹھ تک مکمل سیٹ گیارہ ہزار دو سو (۱۱۲۰۰) روپے میں دستیاب ہے۔ آج کے بعد جو جلد شارٹ ہوگی وہ دوبارہ شائع نہیں کی جائے گی۔ اس لیے جن دوستوں نے مکمل سیٹ خریدنا ہے یا اپنے سیٹ کو مکمل کرنا ہے وہ اوّلین صورت میں اس موقع سے فائدہ اٹھائیں۔ ورنہ بعد میں نامکمل سیٹ پر اکتفا کرنا ہوگا۔

✿..... احتساب قادیانیت جلد اوّل یکصد روپیہ..... جلد نمبر۲ سے جلد نمبر۲۵ تک فی جلد ڈیڑھ صد روپیہ..... جلد نمبر۲۶ سے لے کر جلد نمبر۵۵ تک فی جلد دو سو روپیہ..... جلد نمبر۵۶ سے جلد نمبر۶۰ تک فی جلد تین صد روپیہ کے حساب سے ساٹھ (۶۰) جلدوں کی کل قیمت گیارہ ہزار دو سو (۱۱۲۰۰) روپے بنتی ہے۔ جس صاحب کو جونسی اور جتنی جلدیں درکار ہوں اتنی رقم پیشگی بھجوانا ضروری ہے۔ امید ہے کہ رفقاء اپنے "احتساب قادیانیت" کے سیٹ کو جلد مکمل کریں گے۔ رد قادیانیت پر اتنا بڑا خزانہ خالصتاً توفیق الٰہی سے اس کا حصول ممکن ہوا۔

✿..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک تبلیغی ادارہ ہے۔ منافع پر کتب شائع نہیں کی جاتیں قریباً لاگت پر مجلس، رفقاء کو کتب مہیا کرتی ہے۔ گیارہ ہزار میں ساٹھ جلدیں..... کیا یہ ریکارڈ نہیں؟ اعزازی کتب کے لیے حکم نہ فرمائیں۔ ہمیں انکار کرنے میں بہت ہی شرمساری اٹھانا پڑتی ہے۔ مطلوبہ کتب کے لیے پیشگی رقم کا منی آرڈر آنا ضروری ہے۔ دینی مدارس کے حضرات سے خصوصی درخواست ہے کہ وہ اپنے مدرسہ/ جامعہ کی لائبریری کے لیے مکمل سیٹ رکھوانے کے لیے خاص توجہ فرمائیں۔ یہ ایک ضرورت بھی ہے اور تعاون بھی۔ امید ہے کہ توجہ فرمائی جائے گی۔

دفتر مرکزیہ ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامد رح

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیزو اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور